امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- محمد غزالی ندوی مرحوم کی یادیں
- حیات نعمانی (تبصرہ کتاب)
- دل کے زنگ کو مٹائیے
- آسام کی گلیوں میں خوف کا سناٹا
- مکہ ڈائری
- ہفتہ رفتہ، اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 59/69 شمارہ نمبر 34 مورخہ ۹ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۹ ستمبر ۲۰۱۹ء روز سوموار

مسلم پرسنل لا کی ہر قیمت پر حفاظت کیجئے

امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم

مسلم پرسنل لا، قانون شریعت کا ایک اہم حصہ ہے، اسلام کا نظام، اسلام کی تعلیم، زندگی کے ہر ایک حصہ کے لئے ہے، اس کا تعلق عبادت سے بھی ہے، اس کا تعلق معاشرت سے بھی ہے، اس کا تعلق عائلی زندگی سے بھی ہے، معاشی زندگی سے بھی ہے، تجارتی زندگی، سماجی زندگی اور اجازت دیں تو کہوں اس کا تعلق سیاسی زندگی سے بھی ہے، جیسے جیسے زمانہ گذرتا گیا اس ملک میں دین کی گرفت دین والوں پر سے ڈھیلی پڑتی گئی، انگریزوں کے زمانے میں قانون کے مختلف حصوں کو الگ الگ کیا گیا اور کریمنل معاملات میں نئے قوانین مکمل طریقہ پر اسلامی قانون کی جگہ نافذ کئے گئے، اس ملک میں نظام قضاء پھر بھی باقی تھا، قاضی فیصلہ کرتے تھے، اسلامی احکام اور قرآن وحدیث کی بنیاد پر فیصلہ کرتے تھے، مگر اس سلسلے کو بھی ختم کر دیا گیا، اور نمبر آ گیا مسلمانوں کی عائلی زندگی یعنی نکاح، طلاق، وراثت، حضانت، ہبہ، وقف وغیرہ کے قوانین کے خاتمہ کا، جو ہماری عائلی زندگی کے مذہبی گوشے ہیں، ان کو بھی ختم کرنے کی جب بات آئی تو اللہ بھلا کرے ہمارے علماء کرام، ہمارے دین سے محبت رکھنے والے رہنماؤں کا کہ انہوں نے ان باقی ماندہ قوانین اسلام کی حفاظت کے لیے شریعت اپلیکیشن ایکٹ کو پیش کر ڈالا۔

انگریزوں کے زمانہ میں ۱۹۳۷ء میں قانون شریعت کی حفاظت اور قانون شریعت کے نفاذ کے لئے یہ ایکٹ آیا اور ایک نئی راہ کھل گئی اس ملک میں قانون شریعت کو بچانے اور اس پر عمل کرنے کی۔

قانون کا ایک حصہ تو وہ ہے جس کا تعلق کریمنل لا سے ہے، اگر کوئی چوری کرے، ڈاکہ ڈالے، کسی کی زمین پر قبضہ کرے، کسی کے مکان پر قبضہ کرے، کسی کو قتل کر دے، حکومت نے اس کے لئے الگ قانون بنایا، اور وہ کریمنل لا کی شکل میں یہاں نافذ ہے۔ دوسرا وہ ہے جو عائلی زندگی سے متعلق ہے، نکاح کیا جائے تو کس طرح، نکاح کا طریقہ کیا ہو، اگر خدانخواستہ علاحدگی کی ضرورت پیش آ ہی گئی تو علاحدگی کا انداز کیا ہو، اگر اپنی جائیداد میں کسی کو حق دینا ہے تو اگر حق دیں گے تو کس طرح دیں گے، کتنی جائیداد میں حق دے سکتے ہیں، کتنی میں نہیں دے سکتے ہیں، کتنے مال کو اللہ کے حوالے کرنا ہے، وقف کرنا ہے تو کس انداز پر کریں گے، یہ سارے وہ معاملات ہیں جو شریعت اپلیکیشن ایکٹ کے ضمن میں آتے ہیں، اور اس ملک کے اندر اسے عام زبان میں مسلم پرسنل لا کہا جاتا ہے۔

یہ مسلم پرسنل لا گورنمنٹ آف انڈیا کا قبول کیا ہوا قانون ضرور ہے لیکن یہ مسلم پرسنل لا اصل میں شرعی بنیادوں پر قائم ہے، اس کی بنیادیں قرآن مجید میں ہیں، حدیث شریف میں ہیں، اسی لئے علماء کرام اور رہنمایان ملت اس بات کی پوری کوشش کرتے ہیں کہ قانون شریعت کا یہ حصہ جسے مختصر لفظوں میں مسلم پرسنل لا کہا جاتا ہے، اس کی ہر حالت میں ہر قیمت پہ حفاظت کی جائے۔ اسلام دشمنوں، حکومت کے نمائندوں اور نام نہاد دانشوروں کی طرف سے رہ رہ کر یہ شوشہ چھوڑا جاتا ہے کہ اس ملک میں یونیفارم سول کوڈ نافذ کیا جائے یعنی مسلم پرسنل لا کے مقابلے میں یونیفارم سول کوڈ یعنی یکساں شہری قانون نافذ کیا جائے، یکساں شہری قانون کا فائدہ کیا ہے؟ بتایا جاتا ہے کہ ملک کے باشندوں میں فکر ونظر کا اتحاد ہوگا۔ اگر سب لوگ ایک طرح شادی کریں گے، سب لوگ ایک انداز میں زندگی گذاریں گے تو فکر ونظر کا اتحاد پیدا ہوگا۔ طریق زندگی میں یکسانیت ہوگی، جئیں گے تو ایک طرح، مریں گے تو ایک انداز میں۔

ہماری بہنیں اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ یونیفارم سول کوڈ مسلم پرسنل لا کے مقابلے میں اس لیے لانے کی بات کی جارہی ہے، کہ تا کہ قانون شریعت کا وہ بچا کھچا حصہ بھی جو اس ملک میں قانونا نافذ ہے، اسے ختم کر دیا جائے اور جو دلیل دی جارہی ہے وہ بظاہر بڑی پیاری ہے، جو حقیقت میں پرفریب ہے، کہا جاتا ہے کہ ترقی یافتہ قانون ہونا چاہئے، لوگوں کی زندگی یکساں ہونی چاہئے، ایک انداز ہونا چاہئے جینے کا، پورے ملک کے باشندوں کے فکر ونظر میں اتحاد ہونا چاہیے۔

لیکن میں آپ سبھوں سے عرض کروں کہ ملک میں اگر یکساں قانون نافذ کر دیا جائے گا تو یکسانیت پیدا نہیں ہوسکتی، ملک کا اتحاد، ملک کی سالمیت، ملک کی یکجہتی اس بات میں پوشیدہ نہیں ہے کہ اس ملک میں عائلی نظام کو یکساں کر دیا جائے۔ جن ممالک میں عائلی نظام یکساں ہیں اور یہی نہیں بلکہ جن ممالک کے مذاہب ایک ہیں، صورت حال وہاں مختلف ہے، ہمیں یاد رکھنا چاہیے، دوسری جنگ عظیم، ایک مذہب کے ماننے والوں کے درمیان ہی ہوئی تھی، (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

آسام این آر سی کا نتیجہ ملک کے فرقہ پرستوں کیلئے شرمناک: حضرت امیر شریعت مدظلہ

برسہا برس سے چل رہا آسام میں انسانوں کی شہریت کا معاملہ اب ایک منزل پر آ گیا ہے اور سات ہزار کروڑ روپئے سے زیادہ خرچ کرنے کے بعد این آر سی کے حوالہ سے یہ خبر آ چکی ہے کہ آسام میں انیس لاکھ افراد این آر سی سے باہر ہیں یعنی انکی ہندوستانی شہریت مشتبہ ہے، امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی مدظلہ سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر نے اپنے صحافتی بیان میں کہا ہے کہ فرقہ پرست ذہن رکھنے والوں نے برسوں پہلے آسام میں شہریت کا معاملہ کھڑا کیا تھا اور ایسی فضا سازی کی تھی کہ آسام میں بنگلہ دیش سے آئے ہوئے ایک کروڑ بیس لاکھ مسلم درانداز آسام کی تہذیب آسام کی اقتصادیات، اور سیاست کو بری طرح متاثر کر رہے ہیں آسام گن پریشد اور بی جے پی نے اس معاملہ کے خلاف زبردست تحریک چلائی اور اس وقت کے وزیر اعظم راجیو گاندھی سے ان لوگوں کا ایک معاہدہ ہوا جسکے نتیجہ میں این آر سی پورے ملک میں جانا اور سمجھا گیا انہوں نے کہا کہ افسوس یہ ہے کہ ملک میں بڑے عہدوں پر بیٹھے ذمہ دار لوگوں نے بھی ایک کروڑ بیس لاکھ سے زیادہ مسلم بنگلہ دیشی دراندازوں کی بات کہی اور بار بار کہی حد یہ ہے کہ سپریم کورٹ بھی کسی تحقیق کے بغیر اس پروپگنڈہ سے متاثر ہوا اور اس نے بھی ایسے فیصلے کیے جسمیں اس پروپگندہ کے اثرات صاف محسوس کئے جاسکتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نے کہا کہ ان سارے مرحلوں سے گذر کر برسہا برس کی فرقہ پرستانہ کوششوں کے بعد جو حقیقت سامنے آئی وہ یہ ہے کہ انیس لاکھ سے کچھ زیادہ افراد این آر سی (نیشنل رجسٹرڈ آف سٹیزن) سے باہر رہ گئے ہیں یعنی جنکی ہندوستانی شہریت مشتبہ ہے، یہ بھی ملک کے فرقہ پرستوں کیلئے بہت کڑوا سچ ہے کہ اس تعداد میں بڑی اکثریت غیر مسلموں کی ہے حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نے اپنے بیان میں کہا کہ اس انیس لاکھ افراد میں ساڑھے چار لاکھ دنیا سے جا چکے ہیں اور تقریباً چار لاکھ افراد ر فیو.جی سرٹیفکٹ پر آسام میں رہ رہے ہیں انکا معاملہ بھی کورٹ سے حل ہوجائے گا، اور ساڑھے چھ سے سات لاکھ افراد ٹریبونل کی کاروائی سے گذر کر ہندوستانی شہری قرار پائینگے، کیونکہ انکے سلسلہ میں جو سرکاری فیصلہ ہوا ہے وہ کھلے طور پر غلط ہے جیسے باپ کو ہندوستانی شہری قرار دیا گیا اور بیٹا یا بیٹی کو مشتبہ قرار دیا گیا، اسطرح تقریباً ساڑھے پندرہ لاکھ افراد کا معاملہ انشاء اللہ حل ہوجائے گا اور اسکے بعد ساڑھے تین لاکھ افراد (تقریباً) ایسے رہ جائیں گے، جنکی شہریت کسی وجہ سے مشتبہ رہے گی ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو ہندوستانی ہیں مگر اپنی ناسمجھی ناواقفیت اور بے توجہی کی وجہ سے ہندوستانی شہری ہونے کا ثبوت اور کاغذات محفوظ نہیں رکھ سکے اور ان ساڑھے تین لاکھ (تقریباً) میں مسلمان اچھی خاصی اقلیت میں ہیں اور بڑی تعداد غیر مسلموں کی ہے اس طرح این آر سی کے معاملہ میں فرقہ پرستوں کو شرمناک دھکا لگا ہے اسی لئے این آر سی کے متعلق ملک میں شور کم ہوگیا ہے، لیکن پورے ملک کو یہ سمجھنا چاہئے کہ این آر سی کا مسئلہ ختم نہیں ہوا ہے خبر ہے کہ مرکزی حکومت نے ہر صوبہ کو ہدایت دی ہے کہ وہ بڑے پیمانے پر ڈٹینشن سنٹر (عارضی قید خانہ) بنائے اور اسکے لئے صوبائی حکومتوں کو رقم بھی فراہم کردی ہے اس لئے ابھی بھی چوکنا رہنا چاہئے اور اپنے کاغذات درست کرنے چاہئیں، ستمبر کے حالیہ مہینہ میں الیکشن کمیشن کی طرف سے ووٹر لسٹ کی اصلاح کا کام پورے ملک میں چل رہا ہے، اسمیں سبھوں کو پوری مستعدی کے ساتھ حصہ لینا چاہئے اور اپنے ہندوستانی ہونے کے ثبوت اور کاغذات جمع کر لینے چاہئیں۔ اگلا مرحلہ یکم اپریل سے لیکر ۳۰ ستمبر تک رہے گا جو مشکل ہوگا۔

باہمی اتحاد

"مسلمانوں کی حیات اور اجتماعی زندگی بلکہ محض باعزت زندگی کے لئے اگر کوئی چیز ہندوستان میں ضروری اور لازم ہے تو وہ مسلمانوں کا شرعی اصول کے ساتھ باضابطہ منتظم ہونا ہے، مگر افسوس کہ یہ چیز جتنی ضروری واہم ہے اسی قدر اس کے ساتھ بے اعتنائی اور لاپرواہی برتی گئی ہے اور آج تک باوجود ادراک واحساس کے وہی غفلت اور وہی جمود ہے۔"

(بانی امارت شرعیہ حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ)

بلا تبصرہ

"موجودہ سیاست کی سمت کو یا تو کانگریس سمجھنے سے قاصر ہے یا پھر وہ دانستہ انتخابات میں تنہائی اختیار کر کے اپنے تابوت میں آخری کیل ٹھوکنے کی تیاری کر رہی ہے، کانگریس پارٹی اپنی سابقہ خامیوں اور انتخابات میں موجودہ سیاست کے اعتبار سے تیاریوں کی بے ترتیبی اور گھسی پٹی حکمت عملی پر غور وخوض کے بجائے غیر اتحاد کی بے تکی باتوں میں اپنا وقت ضائع کر رہی ہے۔"

(ہمارا سماج یکم ستمبر ۲۰۱۹ء)

اللہ کی باتیں --- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

نجات کا مدار

اوراس وقت کو یاد کرو جب تم کم تھے، زمین میں کمزور سمجھے جاتے تھے، تم ڈرتے تھے کہ لوگ تمہیں اچک نہ لیں، پھر اللہ نے تمہارے لئے پناہ گاہ فراہم کی، اپنی مدد کے ذریعہ تم کو طاقت پہونچائی اور تم کو پاکیزہ کھانے کی چیزیں عطا کیں، تاکہ تم شکرادا کرتے رہو (سورہ انفال:۲۶)

مطلب:۔ ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ میں صحابہ کرام کی تعداد بہت تھوڑی تھی، قلت تعداد کی وجہ سے وہ بڑی آزمائشوں سے گذر رہے تھے، ہروقت یہ خطرہ منڈلاتا رہتا تھا کہ کفار مکہ کب اور کس وقت مسلمانوں پر حملہ کر بیٹھیں اوران کی جان و مال اور عزت وآبرو کو تارتار کردے، ایسے نازک حالات میں اللہ تعالیٰ نے آہستہ آہستہ ان کی تعداد کو بڑھایا، پھر انہیں مدینہ میں پناہ دی اور دشمنوں پر فتح ونصرت عطا کی، میدان بدر میں فرشتوں کے ذریعہ ان کی مدد فرمائی اور کامیابی دی، حالات کی اس تبدیلی پر وہ اللہ کا احسان مانیں اور شکر گذاری کرتے رہیں، تعداد کی قلت اور کثرت معیار بلندی نہیں ہے، بلکہ اللہ پر ایمان ویقین اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے میں نجات کا مدار ہے، صحابہ کا ایمان مضبوط تھا، اس لئے صبر وشکر کے ساتھ مصائب کے ساتھ مشکلات کو برداشت کرتے رہے، جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے مقام علیا سے سرفراز فرمایا، اگر آج کا مسلمان بھی اللہ اوراس کے رسول کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کردے اور تعداد کی قلت وکثرت میں نہ پڑے تو وہ بہت سی مصیبتوں سے محفوظ رہے گا، علامہ سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ تعداد کی قلت وکثرت پر جدوجہد کی کامیابی وناکامی کا انحصار سراسر فریب ہے، کامیابی وناکامی تعداد کی کمیت پر نہیں بلکہ جدوجہد کرنے والوں کی ایمانی واخلاقی کیفیت پر منحصر ہے، تعداد گو کتنی ہی چھوٹی ہو اگر اس میں ایمان ویقین کی قوت موجود ہے تو اللہ اپنے فضل سے بڑی بڑی تعداد پر غلبہ عطا کردیں گے۔

اس لئے امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب نے ایک موقعہ پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آج مسلمانوں میں سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ ان کا کردار بحال نہیں ہے، کردار سازی کا سلسلہ ختم ہوگیا، بلکہ کردار سازی کا مزاج ہی نہیں رہا، آج کمزوریاں ہماری نگاہوں میں نہیں ہیں، ہماری پہچان مٹ گئی ہے، جو پہچان بنائی تھی سرکار ذی وقار صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ آپ ؐ کے ارشاد کے مطابق آج ہمارے اندر دنیا کی محبت اور آخرت سے غفلت پیدا ہوگئی ہے، اور یہ دونوں باتیں جس مسلمان کے اندر داخل ہوں گی وہ مسلمان سب کچھ رہے گا، لیکن مسلمان نہیں رہے گا، اس لئے ہمارے آقا نے انسانوں کی تعمیر وتربیت کے بعد انسانوں کا جو نمونہ تیار کیا تھا اسی نمونہ کے مطابق ہم سب اپنے کو ڈھالیں، ہر وہ کام اچھا ہے جس کو اللہ پسند کرتا ہے اور وہ برا ہے جس کو وہ ناپسند کرتا ہے، اللہ نے ہر نیکی کے کاموں کے حصوں کو آسان فرمایا ہے، اس لئے صدق وسچائی، حلم وبردباری اور اعتدال ومیانہ روی کے طریقے کو اختیار کرنا پڑے گا، تاکہ زندگی خیر وعافیت کے ساتھ گذر سکے۔

قناعت پسندی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگو! دولت مندی بہت سے ساز وسامان کا نام نہیں ہے۔ اصل دولت مندی دل کی دولت مندی ہے، بلا شبہ اللہ تعالیٰ بندے کو اتنی ہی روزی دیتا ہے جتنی اس کے لئے پہلے سے لکھ دی گئی ہے، اس لئے تم اسے خوش اسلوبی سے حاصل کرو، جو حلال ہو اسے لے لو اور جو حرام ہو اسے چھوڑ دو۔ (رواہ ابو یعلی واسنادہ حسن)

مطلب:۔ جب کسی انسان کو مال ودولت کی حرص وہوس لگ جاتی ہے تو اس کو سکون قلب میسر نہیں ہوتا ہے، رات دن روپئے پیسے حاصل کرنے کی جتن میں لگا رہتا ہے، اور بسا اوقات اس سے حلال وحرام کی تمیز بھی ختم ہوجاتی ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اس کو مثالوں سے اس طرح سمجھایا کہ دنیا کا ساز وسامان پانی کے مانند ہے، اوراس میں انسان کا قلب ایک کشتی کی طرح ہے، پانی جب تک کشتی کے نیچے اور ارد گرد رہے تو کشتی کے لئے مفید اور معین ہے اوراس کے مقصد وجود کو پورا کرنے والا ہے اور اگر پانی کشتی کے اندر داخل ہوجائے تو یہی کشتی کی غرقابی اور ہلاکت کا سامان ہوجاتا ہے، اسی طرح دنیا کے مال ومتاع جب تک انسان کے دل میں غلبہ نہ پالیں اس کے لئے دین ودنیا میں معین ومددگار رہیں اور جس وقت اس کے دل پر چھاجائیں تو دل کی ہلاکت ہیں (معارف القرآن ج ۲) اسی لئے ایک حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ دولت مندی بہت سے ساز وسامان کا نام نہیں ہے اور نہ ہی مالی ہوس کا سکون مال کی زیادتی میں ہے، بلکہ اصل دولت مندی دل کی دولت مندی ہے کہ انسان قناعت پسند ہوجائے اور رزق حلال کی تلاش میں لگا رہے، محنت ومزدوری کرے، صبر واستقامت کے ساتھ ذرائع ووسائل اختیار کرے اور اللہ سے کشادگی رزق کا طلب گار رہے، روزی جتنی پاک وصاف اور ہر قسم کے شک وشبہ سے محفوظ رہے گی، اس کا باطن بھی اسی قدر صاف وشفاف رہے گا، اس لئے حلال وطیب مال کی تلاش کرتے رہیں، اور اللہ پر بھروسہ رکھے کہ اس نے جتنی رزق مقدر کردی ہے وہ اس کو مل کر رہے گی، ترمذی شریف کی ایک روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کا مقصد ومراد دنیا ہی ہو اوراس دنیا کا بھی کوئی مخصوص نشانہ نہ ہو اور وہ اسے مخصوص نشانہ پر توجہ اور نظر رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر تنگدستی مسلط کردیتا ہے، اوراس کے حالات کو پراگندہ ومنتشر کردیتا ہے، اور اسے دنیا میں سے اس سے زیادہ کچھ نہیں ملتا جتنا اس کے لئے پہلے سے لکھ دیا گیا ہے، اور جس کی تمنا اور مراد آخرت ہو اور اعمال آخرت میں سے اس کا کوئی مخصوص نشانہ ہو اور اسی مخصوص نشانہ پر توجہ اور نظر رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں غنی اور تونگری پیدا کردیتا ہے اوراس کے حالات کو معتدل بنادیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہوکر چلی آتی ہے (رواہ انسؓ) اس لئے جو لوگ قناعت پسندی اور اعتدال پسندی کی زندگی گذارتے ہیں وہ کبھی پریشان نہیں ہوتے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

محرم میں شہادت نامہ پڑھنا:

ماہ محرم میں عاشورہ کے موقع پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے متعلق واقعہ، جو نظم کی شکل میں ہے، جس کو شہاددت نامہ کہا جاتا ہے، اسکو پڑھنا کیسا ہے؟ عام طور پر اس می شہادت نامہ میں روایات باطلہ، موضوع اور من گھڑت باتیں ہوتی ہیں۔

الجواب و باللّٰہ التوفیق

مذکورہ شہادت نامہ پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو مولانا احمد رضا خان بریلوی کا فتویٰ:

’’شہادت نامے، نظم یا نثر جو آج کل عوام میں رائج ہیں، اکثر روایات باطلہ وبے سروپا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پر مشتمل ہیں، ایسے بیان کا پڑھنا، سننا، وہ شہادت نامہ ہو، خواہ کچھ اور، مجلس میلاد میں ہو، خواہ کہیں اور، مطلقاً حرام و ناجائز ہے۔ خصوصاً جب کہ وہ بیان ایسے خرافات کو متضمن ہو، جس سے عوام کے عقائد میں زلل آئے کہ پھر تو اور بھی زیادہ زہر قاتل ہے۔ ایسے ہی وجوہ پر نظر فرما کہ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ وغیرہ ائمہ کرام نے حکم فرمایا کہ شہادت نامہ پڑھنا حرام ہے ۔۔۔ یوں ہی جبکہ اس سے مقصود غم پروری وتصنع حزن ہو تو یہ نیت بھی شرعاً نامحمود ہے، شرع مطہر نے غم میں صبر وتسلیم اور غم موجود کو حتی المقدور دل سے دور کرنے کا حکم دیا ہے، نہ کہ غم معدوم بتکلف و زور لانا، نہ کہ بہ تصنع وزور بنانا، نہ کہ اسے باعث قربت وثواب ٹھہرانا، یہ سب بدعات شنیعۂ روافض ہیں، جن سے سنی کو احتراز لازم ہے ۔۔۔ عوام مجلس خواں اگرچہ بالفرض صرف روایات صحیحہ بروجہ صحیح پڑھیں بھی تاہم جوان کے حال سے آگاہ ہے، خوب جانتا ہے کہ ذکر شہادت شریف پڑھنے سے ان کا مطلب ہی بتصنع رونا، بہ تکلف رولانا اور اس رونے رولانے سے رنگ جمانا ہے، اس کی شناعت میں کیا شبہ ہے۔‘‘ (فتاویٰ رضویہ ۹/۶۲ کتاب الحظر والاباحۃ)

قوالی کا شرعی حکم:

بعض جگہوں پر محرم کے موقع پر قوالی ہوتی ہے، جس میں قوال اور قوالہ دونوں کی شرکت ہوتی ہے، ڈھول اور سارنگی کے بیچ دونوں کلام پیش کرتے ہیں، مردوں اور عورتوں کا ہجوم ہوتا ہے، حمد ونعت سے کلام کا آغاز ہوتا ہے اور بے حیائی وبے شرمی کی باتوں پر اس کا اختتام، اس طرح قوالی کرنا اور ایسی مجلسوں میں شریک ہونا درست ہے یا نہیں؟

الجواب و باللّٰہ التوفیق

مروجہ قوالی خواہ محرم کے موقع پر ہو یا کسی اور موقع پر، بہت ساری بے حیائی، فواحش اور منکرات کا مجموعہ ہے، خاص کر وہ قوالی، جس میں قوال کے ساتھ قوالہ بھی ہو، جو اپنی ٹیم کے ساتھ سج سنور کر رونق اسٹیج ہوتی ہے، اپنی شوخ اداؤں، شیریں اور مترنم آوازوں کے ذریعہ حاضرین وسامعین کو لبھانے کی ہر ممکن کوشش کرتی ہے، جس کی شروعات تو حمد ونعت سے ہوتی ہے، لیکن اس کے بعد گالیوں کی بوچھار، انتہائی غیر سنجیدہ اور غیر مہذب کلام، رقص وڈانس، بے حیائی وبے شرمی کا مظاہرہ، مزید برآں ڈھول، باجا، سارنگی، بھلا شریعت مطہرہ ایسی واہیات وخرافات کی اجازت کیوں کردے سکتی ہے؟ کتاب وسنت، صحابہ وتابعین، تبع تابعین، سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین سے قوالی، ڈھول، تاشہ اور سارنگی بجانے اور سننے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اور نہ ہی کسی نے ان امور کو جائز قرار دیا ہے۔

”اما الغناء المعتاد الذی یحرك الساکن و یهیج الکامن الذی فیه و صف محاسن الصبیان و النساء و نحوها من الامور المحرمة فلا یختلف فی تحریمه“(تنقیح الفتاویٰ الحامدیة/ ۳۹۵، کتاب الحظر والاباحة)

یہ سارے امور بدعت، ناجائز اور حرام ہیں، ایسی مجلسوں میں شرکت کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔

”و ما یفعله متصوفة زماننا حرام، لا یجوز القصدو الجلوس الیه و من قبلم لم یفعله کذٰلك“(الدر المنتقیٰ فی شرح الملتقیٰ المعروف بسکب الانهر علی هامش مجمع الانهر ٤/ ۳۱۹)

خصوصاً عورتیں، جن کو نماز جیسی اہم عبادت کے لیے مسجد جیسی مقدس اور پاکیزہ جگہ میں جانے کے بجائے گھر کے گوشے میں عبادت کو افضل ومستحسن قرار دیا گیا، تاکہ کسی طرح کا فتنہ نہ ہو، اور ایسی مجلسیں، جن میں اوباشوں کا مجمع ہوتا ہے، بے حیائی وبے شرمی کا مظاہرہ ہوتا ہے، عزت وآبرو کے سلسلہ میں فتنہ کا قوی اندیشہ رہتا ہے، ان میں شرکت وشمولیت کی اجازت قطعاً نہیں ہوسکتی۔ بریلوی مکتبۂ فکر کے پیشوا مولانا احمد رضا خان بریلوی کا فتویٰ عرس کی ایسی قوالی، جس میں ڈھول اور سارنگی ہو، کے سلسلہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ ’’ایسی قوالی حرام ہے، حاضرین سب گنہگار ہیں، اوران سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے، اور قوالوں کا بھی گناہ اس عرس کرنے والے پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے، یا اس کے قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو، نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک اپنا پورا گناہ اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر جدا اور سب حاضرین کے برابر علاحدہ، وجہ یہ ہے کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا، یا ان کے لیے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے انہیں سنایا، اگر وہ سامان نہ کرتا، یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے۔ اس لیے ان سب کا گناہ ان دونوں پر ہوا، پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا، وہ نہ کرتا، نہ بلاتا تو یہ کیوں کر آتے، بجاتے، لہٰذا قوالوں کا بھی گناہ اس بلانے والے پر ہوا۔‘‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جو کسی امر ہدایت کی طرف بلائے، جتنے اس کا اتباع کریں، ان سب کے برابر ثواب پائے اور اس سے ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ آئے۔ اور جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے، جتنے اس کے بلانے پر چلیں ان سب کے برابر اس پر اس پر گناہ ہو اور اس سے ان کے گناہوں میں کچھ تخفیف نہ ہو۔ فقط (رواہ الائمۃ احمد ومسلم والاربعۃ عن ابی ہریرہ، فتاویٰ رضویہ ۹/ ۱۹۹)

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 59/69 شمارہ نمبر 34 مورخہ ۹ر محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۹ر ستمبر ۲۰۱۹ء روز سوموار

شہادت حسین کا پیغام

گرچہ ملت اسلامیہ کی تاریخ میں ہزاروں افراد نے حق کی سر بلندی اور باطل وطاغوتی طاقت کو زیر کرنے کے لئے اپنی گردن کٹوادی ہے، لیکن شہادت حسین تاریخ اسلام کا وہ سبق آموز اور دردناک باب ہے کہ اس پر باوجودیکہ صدیاں گذر گئیں، پر اس کے دلدوز وخونچکاں ذکر ہمیشہ انسانی قلوب کو متاثر کرتا رہا ہے، اور قیامت تک اپنی اثر انگیزی سے پوری دنیا کو متاثر کرتا رہے گا، ذرا چشم تصور کر کے اس منظر کو سامنے لائیے کہ ایک شخص اپنے ۷۲ ساتھیوں کے ساتھ بے آب وگیاہ میدان میں پڑا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ عورتیں بھی ہیں بچے بھی ہیں بیمار بھی ہیں، اور یہ سب وہ ہیں جو جاہ وثروت کے گہوارہ میں جھولتے رہتے تھے اور لاکھوں مسلمانوں کے محبوب ومطلوب کے جگر گوشہ ہونے کی وجہ سے ان کی آنکھوں کا تارا بنے رہے تھے، مگر یکا یک پانچ ہزار کا آہنی پوش لشکر ان کے چاروں طرف ہتھیاروں کی باڑ کھڑی کر دیتا ہے، تین دن تک ان کو بھوکا پیاسا رکھا جاتا ہے، گرمیوں کی چلچلاتی دھوپ اور کربلا کی تپتپاتی زمین میں ان کو کباب سیخ بنایا جاتا ہے، پھر اس کے بہتر ساتھیوں میں سے ایک ایک کو اس کی آنکھوں کے سامنے خاک وخون میں لٹادیا جاتا ہے، ان میں اس کے بھائی بھی ہیں، بھتیجے بھی اور فرزند بھی، بوڑھے بھی، جوان بھی، اور شیر خوار بچے بھی یہ سب ان کی آنکھوں کے سامنے دم توڑ دیتے ہیں اور آخر میں خود اسے عورتوں کی آہ وبکا اور بچوں کے گریہ وفغاں کی گونج میں ان سب کے سامنے ذبح کر دیا جاتا ہے، قاضی زین العابدین نے تحریر فرمایا کہ انفرادی واجتماعی، قومی وذاتی قربانیوں کی مثالیں بہت ملتی ہیں، مگر حسرت ناک جگر پاش اور دل خراش قربانیوں کی نظیر شاید ہی کوئی دوسری مل سکے۔

اس لئے حضرت امام حسینؓ کی شہادت اس منزل کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ جس وقت حالات حد درجہ خراب ہو جائیں، کوئی مددگار نہ ہو، امیدیں ٹوٹ چکی ہوں، کشتی طوفان میں ہو، ہوا مخالف ہو، اپنے پرائے ہو چکے ہوں، ایک ایک قدم پر سنگ گراں حائل ہو، جدھر نگاہ جائے ادھر دشمن ہی دشمن نظر آئیں، اعمال سے افعال سے زبان سے قلم سے، غرض کہ ہر طرف سے آپ کی دشمنی کی جارہی ہو، پوری دنیا آپ کی جان کی درپے ہو، اس وقت بھی دین وایمان کی سر بلندی کے لئے میدان میں اکیلے ڈٹے رہئے، یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہمارا کوئی ساتھی نہیں، میدان کو نہ چھوڑیے، اپنے خون کا ایک ایک قطرہ بہا دیجئے، لیکن حق وانصاف سچائی اور انسانیت کا جھنڈا سرنگوں نہ ہونے دیجئے۔

پولیس کی ڈھٹائی اور سینہ زوری

فرقہ پرستی، تعصب وتنگ نظری کا عفریت ملک میں جس طرح ننگا ناچ کر رہا ہے، اس سے اب یہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انسانی اقدار کے لئے یہ عظیم خطرہ بنتا جارہا ہے، اس ملک کی ہر صبح ایک نئے اندیشے اور خطرات کے ساتھ طلوع ہو رہی ہے، روزانہ کے اخبارات کی شہ سرخیاں لوٹ وکھسوٹ، قتل وغاتگری، اغوا اور بھیڑ کے ذریعہ مار پیٹ سے بھری پڑی رہتی ہیں، اور جن لوگوں کو قانون کی حفاظت اور امن وامان کو قائم رکھنے کی ذمہ داری سونپی گئی وہ اپنی ذمہ داریوں کو تو کیا نبھائیں گے وہ اپنے منفی انداز فکر کی بنیاد پر محض تماشائی بنے رہتے ہیں۔ ویسے بھی پولیس اہلکار کی وردی اور کارکردگی پہلے سے ہی سوالیہ نشان کے گھیرے میں تھی، مگر وہ اب آہستہ آہستہ طشت از بام ہوتی جارہی ہے، اسی بنیاد پر ابھی حالیہ دنوں میں بہار پولیس ہیڈ کوارٹر نے پٹنہ سمیت ریاست کے تمام اضلاع میں تعینات 386 پولیس عہدیداروں کو داغی بتلا کر قانونی شکنجہ کستے ہوئے اسٹریم لائن یعنی تھائیداری سے باہر کا راستہ دکھلا دیا، اس طرح مجرمانہ ذہنیت رکھنے والے پولیس اہلکاروں کی سوچ وفکر کا اندازہ این جی او کامن ایجنسی کے اس سروے رپورٹ سے بھی لگایا جا سکتا ہے جس میں انہوں نے حکومت کے لوک نیتی پروگرام کے ساتھ مل کر ملک کی ترقی یافتہ سوسائٹی کے بارے میں پتہ لگانے کے لئے تیار کیا، اس رپورٹ کو سپریم کورٹ کے سابق جج جے چیلا میشور نے پریس کو جاری کرتے ہوئے کہا کہ ملک کی ۲۱ر ریاستوں کے گیارہ ہزار پولیس اسٹیشنوں کے دو ہزار پولیس اہلکاروں کا خیال ہے کہ اگر بھیڑ کسی گئوکشی کے معاملہ میں ملزم کو سزا دیتی ہے، تو یہ ایک فطری عمل ہے۔ پولیس کی اس طرح کی مجرمانہ ذہنیت مسلمانوں کے خلاف نفرت کو فروغ دینے اور امتیازی سلوک برتنے پر مبنی ہے کیونکہ اگر کوئی شخص غصہ اور اشتعال انگیزی میں کسی بے قصور شخص کی جان لے لیتا ہے تو کیا اس کو فطری عمل کہا جائے گا؟ یا اس کو انصاف کا دہرا معیار سمجھا جائے گا، یہ انداز فکر صرف پولیس والوں کا ہی نہیں ہے بلکہ چند استثنائی صورتوں کو چھوڑ کر اعلیٰ درجہ کے افسران سے لے کر ادنی درجہ کے کلرک وکرانی کا بھی ہوتا جارہا ہے جو ملک کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔

اس سروے رپورٹ میں 37% فیصد پولیس اہلکاروں کا ماننا ہے کہ چھوٹے چھوٹے جرائم وکرائم کے لئے سزا دینے کا اختیار پولیس کو ملنا چاہئے اور اس کے لئے قانونی ٹرائل نہیں ہونا چاہیے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جرائم چھوٹے ہوں یا بڑے سب قانون کے دائرے میں آتے ہیں، اگر ایسا ہوا تو اس ملک میں قانون کا احترام ختم ہو جائے گا اور یہ ملک پولیس اسٹیٹ بن جائے گا جس میں جب چاہے پولیس شہریوں پر ظلم وستم ڈھائے۔

اتنی نہ بڑھا پا کئی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بند قبا دیکھ

اس لئے ایسے اختیارات کی قطعی ضرورت نہیں جو قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر خود ہی سزا سنا دے، کیونکہ جرائم وکرائم، کرپشن اور رشوت یہاں اتنی عام ہوتی جارہی ہے کہ بڑے بڑے پولیس عہدیداران کے دامن بھی صاف نہیں ہیں، ہر روز ایسے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں کہ موقع ملتے ہی پولیس قصورواروں کے ساتھ بے قصوروں اور مظلوموں کو بھی پکڑ لیتی ہے اور باعزت شہری اپنی عزت بچانے کی خاطر دے دلا کر پولیس سے پیچھا چھڑاتے ہیں، اس لئے آج ضرورت اس بات کی ہے کہ پولیس والوں کے لئے بھی ایسا قانون وضع ہونا چاہیے جو باعزت شہری کو پریشان کرتی ہے یا فرضی وبناوٹی انکاؤنٹر کے نام پر بے قصور افراد کی جان لے لیتی ہے۔ غیر جانبدارانہ انکوائری کے بعد ان پر بھی نکیل کسا جانا چاہئے۔ اس سلسلہ میں ریاست بہار کے پولیس ہیڈ کوارٹر کے اقدامات کو ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

سوشل میڈیا کو آدھار نمبر سے لنک کرنے کی تجویز

سوشل میڈیا کی خبروں پر بریک لگانے کے لئے تامل ناڈو کی حکومت نے مدراس ہائی کورٹ میں ایک عرضی دائر کی ہے جس میں سوشل میڈیا کے یوزرس پروفائل کو آدھار نمبر سے جوڑنے کو لازم قرار دینے کا مطالبہ کیا ہے تاکہ غلط اور بے بنیاد خبریں پھیلانے والوں پر نگاہ رکھی جائے اور بوقت ضرورت قانونی کارروائی کی جائے، حالانکہ پہلے سے ہی آدھار نمبر بینک اکاؤنٹ، راشن کارڈ، گیس کارڈ اور فون نمبر وغیرہ سے لنک ہے اور اب سوشل میڈیا پر پروفائل بنانے کے لئے آدھار نمبر کا لنک کرنا بے معنی معلوم ہوتا ہے، یہ بات صحیح ہے کہ وہاٹس ایپ گروپ بنا کر ایک دوسرے کو میسیج بھیجے جانے والے مواد قابل اعتراض ہو سکتے ہیں، جس کی نگرانی ضرور ہونی چاہئے، مگر اس سے کبھی کبھی صحیح معلومات کے تبادلے میں مدد ملتی ہے اور بسا اوقات کسی اہم واقعہ کی فوری اطلاع مل جاتی ہے، اگر اس کو بھی آدھار نمبر سے جوڑ دیا گیا تو اس سے اظہار رائے کی آزادی پر ضرب پڑے گی اور رازداری کے حقوق ختم ہو جائیں گے، جس کی ضمانت دستور ہند کی دفعہ ۲۱ر میں دی گئی ہے، البتہ حکومت پروپیگنڈہ کرنے والوں پر نکیل کسنے کے لئے کسی دوسرے تکنیک کو بروئے کار لائے تو زیادہ بہتر ہے، اب چونکہ یہ معاملہ عدالت کے روبرو ہے اس لئے یہی امید کی جا سکتی ہے کہ عدالت مفاد عامہ کے پیش نظر ایسا مثبت فیصلہ صادر کرے گی جس سے دونوں کے لئے راحت کا سامان فراہم ہو۔ البتہ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سوشل میڈیا کا نشہ اس وقت پوری دنیا میں چھایا ہوا ہے اور ہندوستان کی نئی نسل بھی اس جنون میں مبتلا ہے وہ اس کو خلوتوں کا ساتھی اور تنہائیوں کا رفیق سمجھتا ہے، اس لئے وہ اپنے بیشتر اوقات اس کے بیجا استعمال میں ضائع کرتا رہتا ہے، خوش گپیاں ہو رہی ہیں، انجانے سے بات کر رہا ہے، اسکرین پر نگاہیں جمائے ہوا ہے، ادب وتہذیب سے بے پرواہ ہو کر اپنے دھن میں مست بھی ہے اور مگن بھی، ہم نے دیکھا کہ گھر کے اکثر معصوم بچے اس کے ایپ سے اتنے واقف کار ہیں کہ بہت سے ہوشمند ودانا کی وہاں کی رسائی تک نہیں ہوتی، یہ چیزیں بچوں کی نشو ونما کو متاثر کرتی ہیں، اس کے اسکرین سے بچوں کی بینائی کمزو ہوتی ہے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس سے تعلیم کا نقصان ہوتا ہے، کیونکہ جب کسی کو اس کی لت لگ جاتی ہے تو راتیں گذر جاتی ہیں، صبح کو تکان کا احساس ہوتا ہے، پھر ایسے بچے اسکول جانے سے کتراتے ہیں، جس کا اب احساس ذی شعور لوگوں کو ہوتا جارہا ہے، اسلئے اس کے نفع بخش پہلو سے استفادہ کیا جائے اور نقصان دہ چیزوں سے گریز کیا جائے۔

پردہ داری

مرکزی حکومت کے ذریعہ جموں کشمیر کو تین حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد وہاں کے اندرونی حالات سے دنیا بے خبر ہے، جس طرح جنگ کے ماحول میں وہی خبریں لوگوں تک پہونچتی ہیں جو حکومت پہونچانا چاہتی ہے، کشمیر کے معاملہ میں حالات ایسے ہی ہیں، پہلے سے بکی ہوئی میڈیا حکومت کی ترجمانی کر رہی ہے، گورنر راہل گاندھی کو وہاں آکر حالات اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی دعوت دیتے ہیں، کانگریس اور دیگر سیاسی پارٹیوں کے سربراہ جب وہاں پہونچتے ہیں تو سری نگر ہوائی اڈے سے انہیں باہر نہیں نکلنے دیا جاتا ہے، میڈیا کے لوگوں سے سیکورٹی کے لوگوں سے دھکہ مکی ہوتی ہے اور تین گھنٹے کے اندر انہیں بغیر کشمیر میں داخل ہوئے واپس کر دیا جاتا ہے، راہل گاندھی نے اس پورے معاملہ پر یہ سوال درست اٹھایا ہے کہ اگر سب کچھ ٹھیک ہے تو لوگوں کو وہاں جانے سے کیوں روکا جارہا ہے، اس سے پہلے دوبار غلام نبی آزاد کو بھی واپس کر دیا گیا تھا اور آئی ایس کی نوکری سے استعفادے کر سیاست میں آنے والا فیصل کو بھی غیر ملکی سفر سے روک دیا گیا تھا۔

یہ حالات بتاتے ہیں کہ کشمیر کے بعض علاقوں میں تو کرفیو لگا ہوا ہے اور پورے علاقہ میں غیر اعلان شدہ ایمرجنسی ہے، جس میں میڈیا کی آزادی سلب کر لی گئی ہے، اور سیاسی پارٹیوں کو حالات کے جائزہ کے لیے اندر جانے کی بھی اجازت نہیں ہے، کشمیر اس ملک کا اٹوٹ حصہ ہے، اور ہر حال میں رہے گا، ضرورت اس کی سرسبزی وشادابی کی بحالی کی ہے، موجودہ حالات کی وجہ سے کشمیر کے لوگ معاشی اعتبار سے تباہ ہو کر رہ گئے ہیں، چمڑے کی صنعت نے وہاں پہلے ہی دم توڑ دیا تھا، پھلوں اور سیاحت پر وہاں کے معاش کی بنیاد تھی، تاجروں کے وہاں نہیں پہونچنے کی وجہ سے پھل کوڑی کے مول بک رہے ہیں، اور کسانوں کو صحیح دام نہیں مل رہے ہیں، خوف وہراس کی وجہ سے سیاحوں کا وہاں جانا تقریبا بند ہے، حکومت کی یہ بات اچھی ہے کہ کشمیر بھی ہمارا ہے اور کشمیری بھی ہمارے ہیں، اگر حکومت کا یہ نظریہ ہے تو اسے کشمیریوں کی معاشی بدحالی دور کرنے کے لئے مناسب اقدام کرنے چاہیے اور امن وامان کی ایسی فضا قائم کرنی چاہیے کہ وہاں کی رونق پھر سے لوٹ جائے، اور کشمیر جنت نشان ویرانہ اور ملبہ ہونے سے بچ جائے۔

یادوں کے چراغ

محمد غزالی ندوی مرحوم کی یادیں

: مولانا محمود حسن حسنی ندوی

محمد غزالی ہو یا محمد الغزالی، یہ نام امام ابوحامد محمد الغزالی کی طرف ذہن دوڑاتا ہے، بعض ناموں میں بڑی کشش ہوتی ہے، انہی ناموں میں ایک نام الغزالی ہے، نام اپنا اثر ڈالتے ہیں اور حوصلہ بخشتے ہیں مگر آدمی وہی انجام دیتا ہے جو اس کے نصیب میں اللہ رکھا ہے۔

محمد غزالی مرحوم کا آغاز شاندار تھا، ابھی چہرہ پر بال نہیں آئے تھے مگر عربی، اردو اور انگریزی کی اچھی لیاقت پیدا کر لی تھی اور تینوں زبان میں ثانوی درجات سے ہی انعامی مقابلوں میں نمایاں نظر آنے لگے اور اپنی خطابت کے جوہر دکھائے، ان کا خاندان علم وفضل کا خاندان ہے، ان کے نانا حاجی ابراہیم مرحوم ایک بزرگ شخصیت تھے، انہوں نے مشہور بزرگ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے نام پر اپنے بیٹوں کے ناموں میں ہر نام کے ساتھ اشرف لگایا اور سب کو دینی تعلیم میں لگایا، سب سے بڑے مولانا امین اشرف قاسمی پھر مولانا ثمین اشرف قاسمی ،مولانا فطین اشرف فاضل جامعہ عربیہ ہتھورا باندہ، مولانا رزین اشرف ندوی، مولانا ڈاکٹر یمین اشرف ندوی، مولانا معین اشرف ندوی، مولانا مکین اشرف ندوی، ان چار ندوی فضلاء میں مولانا رزین اشرف اور ڈاکٹر یمین اشرف راقم سطور کے درجہ کے ساتھی تھے، ان کی نسبت سے محمد غزالی ندوی سے میرا تعلق بڑھا، یہ مدرسہ ضیاء العلوم رائے بریلی میں داخل ہوئے تھے اور ان کے ایک دوسرے ماموں معین اشرف بھی وہاں زیر تعلیم تھے، غزالی مرحوم ان سے ایک درجہ آگے تھے اور ثانویہ خامسہ میں تھے اور اپنے درجہ کے ساتھیوں میں سب سے کم سن، غالبًا ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۹۸۰ء کی ان کی پیدائش تھی، ۱۳/سال کی عمر ہوگی، ذہانت ان کے چہرہ سے نمایاں تھی، اساتذہ سے ان کا اچھا ربط تھا اور جو بڑے علماء تشریف لاتے، ان سے بھی اپنے اساتذہ کے ساتھ ملتے، استاد کے ساتھ ان کا سعادت مندانہ رویہ تھا، ایک استاد کے ساتھ ان کا یہ رویہ دیکھ کر ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم نے اُن استاد سے پوچھا کہ کیا یہ آپ کے بیٹے ہیں؟ یہ استاد مولانا عبدالسبحان ندوی بھٹکلی ہیں۔

میرا ابھی نیا نیا تقرر ہوا تھا، اپنے ماموں کے ساتھی ہونے کی وجہ سے مجھ سے علیک سلیک تھی، ان کی اٹھان کو دیکھ کر کچھ لکھنے پڑھنے کے کام سپرد کیے، سیدۃ النساء حضرت فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مطالعہ اور پھر کچھ لکھ کر لانے کو کہا، کیا معلوم تھا کہ بات زبان سے نکلے گی اور عمل ہو جائے گا، اس سے انھیں اور حوصلہ ملا کہ یہ مضمون مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی نے اپنے رسالہ ''رضوان'' میں شائع کرا دیا، یہ وہ زمانہ تھا کہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کا اپنے وطن تکیہ کلاں رائے بریلی خوب قیام رہا کرتا تھا، یہ خدمت میں حاضر ہوتے، مجلسوں میں بیٹھتے اور علمی و دینی استفادہ کرتے، قرآن مجید بہت اچھا یاد تھا اور اچھا پڑھتے تھے، حضرت مولاناؒ کو سنایا اور دعائیں لیں۔

عربی جداری پرچہ ''النور'' بھی اپنے رفیق درس مولانا رحمت اللہ ندوی استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ساتھ نکالا پھر جس کی دوسروں نے پیروی کی، دو سال رائے بریلی میں رہ کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ندوۃ العلماء کی راہ لی، اچھے نمبرات سے کامیاب ہوگئے۔ بات قرآن مجید کی نکلی مولانا سلیم اللہ ندوی استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء نے بتایا جوان کے ماموں مولانا مکین اشرف ندوی کے خسر بھی ہیں اور ان لوگوں کے احوال سے اچھے واقف کار کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں حفظ وقرأت کا مقابلہ مولانا محبوب الرحمٰن ازہری علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں ہوا کرتا تھا، اس میں غزالی نے حصہ لیا اور اول آئے، مزید یہ کہ اسی پر انھیں عمرہ کا موقع دیا گیا اور اپنے گھر سے بیت اللہ تک پہونچ گئے۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ایک مثالی طالب علم کی طرح وہ رہے، عالمیت وفضیلت کی، پھر خدمت علم ودین کے ان کو مواقع ملے، موریسیش (افریقہ) میں دو سال گذارے اور اچھا اثر چھوڑ کر دبئی (امارات) آگئے جہاں ان کے ماموں تھے جنہیں ان کا خسر بھی ہونا تھا، وہ اپنے علم، فہم دین اور جذبہ دعوت واصلاح میں اچھی شہرت بھی رکھتے تھے، مشائخ ثلاثہ مولانا حکیم محمد اختر کراچوی، پیر ذوالفقار نقشبندی اور شاہ محمد قمر الزماں الٰہ آبادی کے مجاز بھی اور کئی کتابوں کے مصنف جن میں الاحادیث القدسیہ کا سلسلہ خاص طور پر قابل ذکر ہے، یہ شخصیت مولانا ثمین اشرف قاسمی کی ہے، ان کی تربیت ان کو حاصل ہوئی اور دبئی میں حکومت کے ایک وزیر کی مسجد میں امامت وخطابت کے مواقع مل گئے، مگر علی گڈھ انھیں کھینچتا رہا جہاں ان کے والد مقیم تھے، برالوالدین کا یہ موقع انھیں افضل الاعمال نظر آیا اور وہ علی گڈھ آگئے، علی گڑھ میں دارالعلوم ندوۃ العلما کی شاخ مدرسۃ العلوم الاسلامیہ کے بانی ناظم ڈاکٹر محمد غیاث صدیقی ندوی کی نظر باصلاحیت و باصلاح نوجوانوں پر رہتی تھی، یہیں سے ان کی مدرسۃ العلوم الاسلامیہ سے وابستگی ہوگئی، یہاں پڑھانے لگے اور اس کے ساتھ طلبہ کی مالی اعانت اور علمی و دینی رہنمائی بھی کرتے، ادھر طلبہ ان سے متاثر ہوتے گئے اور ڈاکٹر صاحب کو ایسا تعلق خاطر ہوا کہ وہ ان سے مشورے کرتے، سفروں میں ساتھ رکھتے اور ان کے صلاح کو دیکھتے ہوئے اپنی نماز جنازہ کے لیے دو تین لوگوں کے جو نام لیے، ان میں ایک نام محمد غزالی مرحوم کا بھی تھا۔

مدرسہ میں ایک کامیاب استاد سے ترقی کر کے وہ انتظامی امور بھی دیکھنے لگے، نائب مہتمم اور ناظم تعلیم کی حیثیت سے مدرسہ کی خدمت کی، ان کی صلاحتیں مزید اس طرح بھی سامنے آئیں کہ دعوتی، فکری اور دفاع اسلام کی کوششوں میں وہ حصہ لینے لگے، اور اسلام کے خلاف اٹھنے والی تحریکوں وسازشوں کو جدید وسائل ابلاغ سے سمجھنے کے ساتھ اس کے مقابلہ کی تحریکوں اور کاموں سے اچھی واقفیت پیدا کی، وہ ایک شاب صالح ورشید تھے، اپنے رفقاء کار، انتظامیہ اور چھوٹوں سب میں محبوب ومقبول تھے، غیر مسلموں میں دعوتی کام کی انھیں بڑی فکر پیدا ہوگئی تھی اور وہ اپنے استاد مولانا سید بلال عبدالحی حسنی ندوی کی سرپرستی میں اس کے لیے کوشش کرنے لگے، معلوم ہوا کہ زندگی کی آخری شب میں جو جمعہ کی شب تھی، ۲۳/جون ۲۰۱۹ء کو اوکھلا دہلی میں دعوتی ورکشاپ میں اپنے رفقاء کے ساتھ حاضری کا عزم فون پر بات کر کے ظاہر کر چکے تھے، اور کہیں سے نہیں لگ رہا تھا کہ وہ بیمار ہیں، جمعہ کی تیاری میں انہوں نے آخری سانسیں لیں اور اپنے مالک حقیقی سے جا ملے، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون، للّٰہ ما أخذ وله ما أعطی و کل شیء عنده بأجل مسمی.

جنازہ میں بڑی تعداد نے شرکت کی، ان کے وطن بہار اور امارات وغیرہ میں مقیم اعزہ واقارب بھی پہونچ گئے تھے، ۱۰/شوال ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۴/جون ۲۰۱۹ء کو وفات ہوئی اور اگلے روز تدفین عمل میں آئی، چالیس بہاریں ان کے حصہ میں آئیں، اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرمائے اور والدین کو صبر وسکون رضا بالقضاء اور آل واولاد کی حفاظت فرمائے، آمین۔

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

حیات نعمانی

: رضوان احمد ندوی

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی (۱۹۰۵-۱۹۹۷) برصغیر ہندوپاک کے بلند پایہ عالم دین، ممتاز داعی ومفکر، محقق ومصنف تھے، ان کی پوری زندگی دین وعلم دین کی خدمت واشاعت، احیاء سنت اور رد بدعت وشیعت کے لیے وقف تھی، اس سلسلے میں انہوں نے کم وبیش 36 وقیع دینی وعلمی، تحقیقی واصلاحی کتابیں بھی تالیف کیں، جس میں معارف الحدیث، ایرانی انقلاب، امام خمینی وشیعت، اسلام کیا ہے، قرآن آپ سے کیا کہتا ہے، تصوف کیا ہے، بوارق الغیب، دین وشریعت، آپ حج کیسے کریں، تحدیث نعمت، الفیۃ الحدیث وغیرہ کتابوں کو بڑی مقبولیت وشہرت نصیب ہوئی، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اور علامہ شبیر احمد عثانی سے لے کر عہد جدید کے جید علما حضرت مولانا سعید احمد اکبرآبادی اور مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی جیسے اکابر علماء ومشائخ نے مولانا کی تصنیفات کو قدر ومنزلت کی نگاہوں سے دیکھا اور تہنیتی کلمات ارشاد فرمائے۔

اس حقیر کو رسائل وجرائد کے ذریعہ مولانا سے غائبانہ تعارف تو تھا، مگر ان سے پہلی بار ملاقات 1987 میں لکھنؤ میں ہوئی، میں ان دنوں میں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں زیر تعلیم تھا، اس وقت سے جو عقیدت مندانہ تعلق قائم ہوا، وہ تامرگ قائم رہا، جب بھی آپ سے ملاقات ہوتی، بڑی محبت اور شفقت سے ملتے، اس عرصہ میں متعدد بار آپ کے مواعظ حسنہ سے استفادہ کا موقع بھی ملا، وہ علم وفضل کے سمندر تھے، مطالعہ بڑا وسیع تھا اور اس پر انہیں اعتماد بھی تھا، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے کہ وہ بڑی خوبیوں اور صلاحیتوں کے حامل عالم دین تھے، ضرورت متقاضی تھی کہ حضرت مولانا نعمانی کی ہمہ گیر وہمہ جہت شخصیت، کمالات اور کارناموں کو شرح وبسط کے ساتھ اجاگر کیا جائے؛ تاکہ مولانا کی دعوتی واصلاحی سرگرمیوں سے امت پوری طرح واقف ہوسکے۔ مقام مسرت ہے کہ حضرت مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی، جو صاحب سوانح کے خانوادہ کے چشم وچراغ ہیں، انہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور بڑی محنت اور جانفشانی سے زیر نظر کتاب ''حیات نعمانی'' کو مرتب کیا، واقعات کی تحقیق اور چھان بین میں بڑی کاوش سے کام لیا، انداز بیان سلیس، شگفتہ زبان اور دل آویز پیرایہ نے اس خاکے میں ایسا رنگ بھر دیا کہ مولانا محمد منظور نعمانی کی چلتی پھرتی مجسم تصویر سامنے آگئی، ایک مخلص ومقبول بندہ کی سرگشت اور حضرت مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی کا گہربار قلم، سبحان اللہ، بلاشبہ انہوں نے سوانح عمری کا حق ادا کر دیا، اس کے لیے وہ ہم سب کے شکریہ کے مستحق ہیں۔

زیر نظر کتاب دو حصوں میں منقسم ہے، حصہ اول میں ۱۴/ابواب ہیں اور ہر باب ایک تاریخی دستاویز اور پڑھنے وسبق حاصل کرنے کے لائق ہے، حصہ دوم میں بندگان حق کی یافت کے عنوان سے ۱۴/اولیاء ومشائخ کے مناقب واوصاف بیان کئے گئے ہیں، اس حصے میں مضامین خود صاحب سوانح کی نگارشات ہیں، جن سے آپ کو ربط واستفادہ کا یا کم سے کم زیارت کا موقع ملا، یہ مضامین وقفے وقفے سے ''الفرقان'' کی زینت بنتے رہے ہیں، جو علمی لحاظ سے اس کتاب کی اہم ترین چیز ہے، حضرت مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی نے کہا ہے کہ آپ اس کتاب کے مطالعہ کے دوران محسوس کریں گے کہ اس کی ایک ایک سطر پر اسی نیت اور اسی ارادہ کی گہری چھاپ ہے، عام طور پر لوگوں کو بزرگوں کی سوانح میں مبالغہ اور تفصیل واطناب کا شکوہ ہوتا ہے، اس کے برعکس یہاں آپ کو شکوہ ہوگا تو ایجاز واختصار کا اور حد سے زیادہ احتیاط کا۔ تاہم اگر یہ قانون برحق ہے کہ انسانوں کے عملوں کا ہی نتیجہ برآمد ہوتا ہے جو ان اعمال کے کرنے والوں کا اصل مقصود ہوتا ہے تو ہمیں امید ہے کہ انشاء اللہ اس کتاب کے مطالعہ سے پڑھنے والوں کو فائدہ ضرور ہوگا، اللہ کرے کہ اللہ کے یہاں قبولیت اور اس کے بندوں کے لئے افادیت کے لحاظ سے سوانحی ادب میں اسے خاص مقام ملے (ص ۲۶) کتاب کے اخیر میں حضرت مولانا نعمانی کے الفرقان میں شائع شدہ مضامین کے اشاریئے ہیں، اس طرح یہ کتاب مولانا کے علمی، تحقیقی اور تاریخی کارہائے نمایاں کا عمدہ مرقع ہے، اللہ تعالیٰ مؤلف کی صحت وعمر میں برکت عطا فرمائے کہ بلاشبہ یہ کتاب قدر دانوں اور متوسلین کے علاوہ دوسرے علمی وفکری طبقوں کے لیے پیغام عمل ہے۔

دل کے زنگ کو مٹائیے

مولانا محمد منہاج عالم ندوی امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

انسان جسم اور روح کے مجموعے کا نام ہے ان میں سے کسی کو نکال دیا جائے تو انسان کی تعریف مکمل نہیں ہوسکتی اور ہر انسان کے کچھ نہ کچھ فطری ضروریات اور تقاضے ہیں جیسے بھوک اور پیاس کا لگنا کہ انسان کو جب بھوک لگتی ہے جسم کو تازہ دم رکھنے کے لیے اسے خوراک کی ضرورت ہوتی ہے پیاس لگنے پر پانی کی طلب ہوتی ہے جس سے انسان پیاس بجھاتا ہے اسی طرح روح اور دل کا مسئلہ ہے کہ دل میں جب زنگ لگ جاتی ہے تو اسے بھی اوراد و وظائف سے دور کرلیا جائے کہ اللہ اللہ کے ذکر سے روح میں توانائی و تازگی پیدا ہو جاتی ہے، اور دل آباد ہونے لگتا ہے اگر ذکر اللہ کو چھوڑ دیا جائے تو روح میں پژ مردگی چھا جاتی ہے دل بھی طاعت کی طرف مائل نہیں ہوتا اور حق و باطل کا ادراک بھی ختم ہونے لگتا ہے اور دھیرے دھیرے گناہوں کا ایسا عادی ہو جاتا ہے کہ اچھی چیزوں میں بھی طبیعت نہیں لگتی عبادتوں میں لطف نہیں آتا خصوصاً جب دل ہی بیمار ہو جائے تو تمام اعضاو جوارح بیکار ہو جاتے ہیں جیسا کہ اس حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے ﴿الا انَّ فِیُ الُجَسَدِ مُضُغَةٌ اِذَا صَلُحَتُ صَلُحَ الُجَسَدُ کُلُّه ،وَاِذَا فَسَدَتُ فَسَدَ الُجَسَدُ کُلُّه ،اَلا! وَهِیَ الُقَلُبُ﴾ (متفق علیه) ترجمہ: ”سنو! جسم میں ایک ٹکڑا ہے جب یہ درست ہو تو پورا جسم درست رہتا ہے اور جب اس میں بگاڑ آجائے تو پورا جسم خراب ہو جاتا ہے اور وہ دل ہے“۔ اور جب دل اور روح پر زنگ لگ جائے تو اس کو بھی خوراک اور دوائی کی ضرورت پڑتی ہے اور اس کی دوائی اور علاج اللہ کا ذکر، تلاوت قرآن اور نوافل و مستحبات ہیں اس کے ذریعہ سے روح اور دل کا علاج ہوتا ہے اور اس زنگ کا مداویٰ ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا:

ضربیں لگا کے کلمہ طیبہ کی بار بار — دل پر لگا جو زنگ ہے اس کو مٹائیے
مشغول اس ذات میں ہوں اس طرح — اس کے سوا ہر ایک کو بھول جائیے

تلاوت قرآن سے مردہ دل آباد ہوتا ہے، دل کو سکون ملتا ہے، اللہ کی یاد سے خوف خدا غالب آتا ہے، غیر اللہ کا ڈر دل سے نکلنے لگتا ہے اور سکون و طمانینت کا ایسا عالم ہوتا ہے کہ اچھی چیزوں کی طرف طبیعت کا میلان ہوتا ہے اور بری چیزوں سے نفرت ہونے لگتی ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿اَلا بِذِکُرِ اللّٰهِ تَطُمَئِنُّ الُقُلُوبُ﴾ اور حالات کیسے بھی پر خطر ہوں انسان کو چاہئے کہ ہر حال میں اللہ کی طرف رجوع ہوں، حالات سے دل برداشتہ نہ ہوں اور نہ ہی چہرے سے مایوسی نمودار ہو کیونکہ ناامیدی تو کفر کے دلدل تک پہونچانے کا سبب ہوا کرتی ہے اس لیے اللہ پر یقین کامل اور پورا بھروسہ کرتے ہوئے اپنے گناہوں سے تائب ہو کر اللہ کو راضی کرلیں، یہی تمام پیغمبروں اور نبیوں کا طرۂ امتیاز اور صحابہ تابعین اور علماء کرام اور بزرگان دین کا طریقہ رہا ہے جب بھی کوئی مصیبت اور پریشانی نازل ہوتی تو بارگاہ ایزدی میں چلے جاتے، مسجدوں کو آباد کرتے اور اپنے روٹھے ہوئے خدا کو منا لیتے، استغفار کرتے اور خود ہم سب کے نبی جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ دن میں ستر ستر مرتبہ توبہ و استغفار کرتے کہنے والا کہتا کہ آپ تو بخشے بخشائے ہیں اس کی کیا ضرورت تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب ہوتا ﴿اَفَلا اَکُوُنُ عَبُدً ا شَکُورًا﴾ ”کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟“ جب حضرت آدم علیہ السلام سے غلطی ہوئی تو فوراً اپنے رب کی تسبیح و تحمید میں لگ گئے اور اپنی غلطی کا اعترف کرتے ہوئے اللہ کے دربار میں نہایت ہی عاجزی کے ساتھ درخواست کی ﴿رَبَّنَا ظَلَمُنَا اَنُفُسَنَا وَاِنُ لَّمُ تَغُفِرُلَنَا وَتَرُحَمُنَا لَنَکُوُنَنَّ مِنَ الُخٰسِرِیُنَ﴾ (الاعراف: ۲۳) ترجمہ: ”اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اگر تو ہم کو نہ بخشے تو ہم ضرور تباہ ہو جائیں گے“۔ اور باری تعالیٰ نے آپ کو معاف فرمادیا، حضرت یونس علیہ السلام سے ذرا سی چوک ہوئی اور سزاءً آپ کو مچھلی کے پیٹ میں جانا پڑا اور پھر جب آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تو فوراً بارگاہ ایزدی میں ندا لگائی ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنُتَ سُبُحٰنَکَ اِنِّی کُنُتُ مِنَ الظّٰلِمِیُنَ﴾ (الانبیاء: ۸۷) ترجمہ: ”کوئی حاکم نہیں سوائے تیرے، تو بے عیب ہے میں تھا گنہگاروں میں سے“۔ چنانچہ اللہ نے آپ کو اس پریشانی سے نجات دی اور فرمایا: ﴿فَلَوُلا اَنَّه کَانَ مِنَ الُمُسَبِّحِیُنَ، لَلَبِثَ فِی بَطُنِه اِلٰی یَوُمِ یُبُعَثُوُنَ﴾ (الصافات: ۱۴۳، ۱۴۴) ترجمہ: ”اگر یہ بات نہ ہوتی کی وہ یاد کرتا تھا پاک ذات کو تو رہتا اسی کے پیٹ میں جس دن تک مردے زندہ ہوں“۔ اور اللہ کے پیغمبر حضرت زکریا علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو تسبیح پڑھنے کا حکم دیا قرآن کہتا ہے: ﴿فَخَرَجَ عَلٰی قَوُمِه مِنَ الُمِحُرَابِ فَاَوُحیٰ اِلَیُهِمُ اَنُ سَبِّحُوُا بُکُرَةً وَّ عَشِیًّا﴾ (مریم: ۱۱) ترجمہ: ”پھر نکلا اپنے لوگوں کے پاس حجرہ سے تو اشارہ سے کہا ان کو کہ صبح و شام تسبیح پڑھو“۔ اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی کے لیے سفارش کی کہ آپ میرے بھائی کو میرا معاون بنا دیجئے تا کہ ہم دونوں مل کر آپ کی زیادہ سے زیادہ پاکی بیان کرسکیں۔ الغرض تمام نبیوں نے آپ کی پاکی بیان کی اور دوسرے حیوانات اور جمادات بھی اللہ کی بزرگی اور بڑائی بیان کرتے ہیں جیسا کہ اس آیت کریمہ سے صاف واضح ہوتا ہے ﴿وَسَخَّرُنَا مَعَ دَاوٗدَ الُجِبَالَ یُسَبِّحنَ وَالطَّیُرَ﴾ (الانبیاء: ۷۹) ترجمہ: ”اور ہم نے تابع کردیا داؤد کیساتھ پہاڑ کو تسبیح پڑھا کرتے ہیں اور پرندے بھی“۔ اور جنتی لوگ بھی جنت میں اللہ کی بزرگی بیان کریں گے ﴿دَعُوَاهُمُ سُبُحٰنَکَ اللّٰهُمَّ وَتَحِیَّتُهُمُ فِیُهَا سَلامٌ﴾ (یونس: ۱۰) اور اللہ کے فرشتے بھی اللہ کے ذکر میں لگے رہتے ہیں ﴿وَالُمَلٰئِکَةُ یُسَبِّحُوُنَ بِحَمُدِ رَبِّهِمُ وَیَسُتَغُفِرُوُنَ لِمَنُ فِی الاَرُضِ﴾ (الشوری: ۵) ترجمہ: ”اور فرشتے اپنے رب کی پاکی بیان کرتے ہیں اور گناہ بخشواتے ہیں زمین والوں کے“۔ اور خود خالق کائنات اپنے بندوں سے تسبیح و تحمید کی تلقین کرتے ہیں اور کہتے ہیں ﴿وَسَبِّحُ بِحَمُدِ رَبِّکَ قَبُلَ طُلُوُعِ الشَّمُسِ وَقَبُلَ غُرُوُبِهَا وَمِنُ اٰنَائی اللَّیُلِ فَسَبِّحُ اَطُرَافَ النَّهَارِ﴾ (طه: ۱۳۰) ترجمہ: ”اور پڑھتا رہ خوبیاں اپنے رب کی سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اور کچھ گھڑیوں میں رات کی پڑھا کر اور دن کی حدوں پر“۔

یقیناً اس وقت حالات ناسازگار ہیں اور ہر چہار جانب سے اسلام اور اہل اسلام پر حملے ہو رہے ہیں انہیں ہراساں اور پریشاں کیا جا رہا ہے یہ تو ہماری بدعملی کا ثمرہ اور ﴿بما کسبت ایدی الناس﴾ کا نتیجہ ہے۔ ہم سے ہمارا مالک و پروردگار روٹھ گیا آج اس کو منانے اور اس کے دربار میں گڑگڑانے کی ضرورت ہے اور اپنی ضروریات کا ذکر باری الٰہ کے دربار میں پوری الحاح وزاری کے ساتھ کریں جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت امیر شریعت رابع مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی نور اللہ مرقدہ نے اپنی ایک تقریر میں مجمع عام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا: ”جب کبھی باطل کے ہاتھوں ہم پر مصائب نازل ہوں تو ان مصائب پر نہ آنسو بہائیں اور نہ ان کا شکوہ شکایت لیکر خداوندان اقتدار کے دربار میں جی حضوری اور قدم بوسی کرتے پھریں، بلکہ پورے الحاح وزاری کے ساتھ اپنے دکھ درد کو اپنے خدا کے حضور رکھیں، ہمارا خداوند عالم فیصلہ کرے گا اس کے یہاں دیر ہوسکتی ہے اندھیر نہیں، اس دنیا میں کہاں، کب کیا اور کون کس کے ساتھ کیسا سلوک کر رہا ہے وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے وہ ظالموں کو مزہ چکھائے گا“ (بشکریہ نقیب ۱۷/اگست ۲۰۱۹ء)۔ ہمارا ایمان تو اس مالک پر ہے جو ﴿حَیٌّ لایَمُوُتُ﴾ اور ﴿عَلِیُمٌ بِذَاتِ الصُّدُوُر﴾ ہے اس کے دائرہ اقتدار سے کوئی چیز خارج اور نہ ہی اس کی ملکیت اور پکڑ سے کچھ بھی باہر ہے وہ حضرت موسیٰ کی پرورش فرعون کے گھر میں ہی کر کے اس کے خاتمہ کا سامان اور پوری قوم بنی اسرائیل کو اس ظالم کے شر اور فتنے سے نجات دے سکتا ہے، وہ نمرود کو ایک مچھر کے ذریعہ سے ہلاک و برباد کرسکتا ہے، آقاء دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی مکڑی کے کمزور جالے سے حفاظت کرسکتا ہے تو ہم بھی تو اس کے بندے اور اس کے محبوب کی امت ہیں تو بھلا اللہ ہماری مدد کیوں نہیں کرے گا؟

آسام کی گلیوں میں خوف کا سناٹا

عبدالواحد رحمانی

ہند۔ بنگلہ دیش سرحد پر لکیر کھینچتی ’برہم پتر ندی‘ خاموش اپنی رفتار میں بہہ رہی ہے، کنارے آباد ریاست آسام میں شہریت اور این آر سی کا طوفان زندگی بہالے جانے کو تیار کھڑا ہے۔ آسام میں قومی شہریت رجسٹر (نیشنل رجسٹرار آف سٹیزنز) کی حتمی فہرست جاری کردی گئی ہے، 19 لاکھ افراد کو ’غیر قانونی تارکین وطن‘ قرار دے دیا گیا جن میں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ یہاں ہر چہرہ بے چین اور ہر آنکھیں انجانے خوف کی داستان بیان کر رہی ہیں۔ آسام کے دیہی علاقوں میں چلے جائیں تو دیکھیں گے کہ گاؤں کی گلیوں اور کھیت کھلیانوں میں موت جیسا سناٹا ہے، جن لوگوں کا نام فہرست میں آیا ہے، ان کے چہرے بھی کھلے نہیں ہیں، کیونکہ بہت سارے ایسے کنبے ہیں جن میں کوئی نہ کوئی چھوٹ گیا ہے، یا ان کے رشتے داروں کے نام نہیں آسکے ہیں، ہر طرف مایوسی اور خوف کا عالم ہے۔ یہ 19 لاکھ افراد ان 40 لاکھ باشندوں میں سے تھے جن پر غیر ملکی ہونے کی تلوار لٹک رہی تھی۔ این آر سی فہرست تیار کرنے کا عمل چار سال پہلے شروع ہوا تھا، مودی حکومت نے ٹھنڈے بستے میں پڑے گرے مردے کو اکھاڑ کر مسلمانوں کو سبق سکھانے کی ٹھانی اور لسٹ اپ ڈیٹ کرنے کا فرمان جاری کردیا۔ حکومت نے مقررہ مدت کے اندر یہ فہرست جاری کردی ہے۔ این آر سی کے کنوینر پرتیک ہجیلا نے کہا ہے کہ ”جو کوئی بھی اپنے دعوؤں اور اعتراضات پر کیے گئے فیصلے سے مطمئن نہیں ہے، وہ 120 دنوں کے اندر غیر ملکیوں سے متعلق ٹریبونل میں اپیل کر سکتا ہے۔ اس کے بعد وہ اعلیٰ عدالتوں میں بھی اپیلیں کرسکیں گے۔ حکام کے مطابق ان مراحل کی تکمیل کے بعد غیر ملکی قرار دیے جانے والے افراد کو حراستی مراکز میں مقید کردیا جائے گا اور بعد ازاں انہیں ملک بدر کر کے بنگلہ دیش بھیج دیا جائے گا۔ بنگلہ دیش ان الزامات کو مسترد کرتا آرہا ہے کہ آسام میں بنگلہ دیشی شہری مقیم ہیں۔

اس فہرست سے مقامی بی جے پی لیڈران بھی غیر مطمئن نظر آرہے ہیں، کیونکہ بہت سارے ہندوؤں کے نام بھی چھوٹ گئے ہیں، جن کے ووٹ پر اس نے سرکار بنائی تھی، اب ان ہی پر تلوار لٹک گئی ہے، مقامی رہنماؤں کا ماننا ہے کہ فہرست خامیوں سے بھرا ہوا ہے۔ آسام، میگھالیہ اور منی پور کے علاوہ دوسری شمال مشرقی ریاستوں میں بھی شہریت کے بل کی شدید مخالفت ہو رہی ہے۔ مخالفت کرنے والی بیشتر ریاستیں بنگلہ دیش کے ساتھ سرحد پر واقع ہیں۔ مقامی لوگوں کا خیال ہے کہ شہریت کے قانون سے بنگلہ دیش کے ہندوؤں اور بودھ باشندوں کو یہاں آکر بسنے کی ترغیب ملے گی اور وہ نسلی طور پر رفتہ رفتہ اقلیت میں بدل جائیں گے۔ حزب اختلاف کی جماعتیں اس بل کی مخالفت اس لیے بھی کر رہی ہیں کیوں کہ یہ بل غیر جمہوری اور غیر آئینی ہے۔ بی جے پی کی بعض اتحادی جماعتیں بھی اس کی مخالف ہیں کیونکہ ان کے خیال میں یہ بی جے پی کا اپنا سیاسی ایجنڈہ ہے جس کا وہ حصہ نہیں بننا چاہتیں۔

بڑے پیمانے پر تشدد کے خطرات کو بھانپتے ہوئے مرکزی وزارت داخلہ اور خود آسام کی بی جے پی سرکار نے اپنا سر بدلتے ہوئے کہا کہ جن لوگوں کے نام فہرست میں نہیں ہیں، ان کو گھبرانے کی ضرورت نہیں، ان کو غیر ملکی قرار نہیں دیا جائے گا، لیکن بنگالی نژاد مسلمانوں کو بی جے پی سرکار کی بات پر اعتماد نہیں ہو رہا ہے، بی جے پی صدر امت شاہ کے جارحانہ تیور اور حکومت کی مسلم مخالف پالیسی سے وہ انجانے خدشات، بے چینی کا شکار ہیں اور انہیں خطرہ ہے کہ کہیں ان کے ساتھ بھی برما کے روہنگیا مسلمانوں جیسا سلوک نہ کیا جائے۔ آسام میں اس وقت تقریباً ایک کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ سرکار نے اس اقدام کے خلاف ہونے والے احتجاج کو طاقت سے روکنے کے لیے سیکورٹی فورسز کی اضافی نفری تعینات کردی ہے۔ سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ جن کے آباء و اجداد اس دھرتی پر پیدا ہوئے اور اس کی محبت میں پیوند خاک ہو گئے، ان کی دوسری اور تیسری نسل اب موجود ہے (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

دوسری قسط

مکہ ڈائری

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ارکان حج کی ادائیگی سے قبل میرے بیانات ہوئے، اس سے خود بھی مسائل کا استحضار ہوا اور دوسروں کو بھی فائدہ پہونچا، بعض بلڈنگ میں دو دو بار بیان ہوا، ایک مردوں میں اور ایک خواتین میں، ہر بیان کے بعد دعا میں ان لوگوں کو یاد رکھا گیا جنہوں نے دعاؤں کی درخواست کی تھی، شامل وہ بھی ہو گئے جو درخواست کرنا چاہتے تھے نہ کر سکے، امارت شرعیہ کے احباب ورفقاء سے بھی ملاقاتیں رہیں، الحمدللہ سب بخیر ہیں، مفتی سہیل احمد قاسمی صاحب صدر مفتی امارت شرعیہ بھی پہونچ گئے ہیں، وہ اللہ کے مہمان بواسطہ شاہ سلمان ہیں اور شاہوں کے مہمان تک عام حاجیوں کی رسائی نہیں ہوتی ہے، اس لئے اب تک ملاقات نہیں ہو سکی، ذیلی دار القضاء روہتاس کے قاضی احسان الحق صاحب بھی ٹور والوں کے ساتھ آئے تھے، ان کا سفر صرف پندرہ دن کا ہے۔

منیٰ میں جو جگہ ہم لوگوں کو دی گئی تھی اس کا خیمہ نمبر ۱۳، ۳۶/۶۲ مربع ہے، ایک آدمی کے لئے قبر سے بھی کم جگہ دی گئی ہے جو گدا دیا گیا وہ تین بالشت ہے اور ہمارے ہاتھ کی کہنی سے انگلی تک سے بھی کم، چونکہ احرام کفن ہی کی طرح ہوتا ہے، اس لئے قبر کی یہ جگہ بھی غنیمت معلوم ہوتی ہے، البتہ کروٹ بدلنے میں دشواری ہے، اور جس طرح قبر مردوں کو دابتی ہے اسی طرح دونوں طرف سے حجاج کرام دباتے رہتے ہیں، دبنے کے بعد بھی جگہ نہیں، کسی اضافہ کی گنجائش نہیں ہے، اسی حالت میں منیٰ کے ایام گذارنے ہیں، حج کا سفر ایسا ہی ہوتا ہے، تبھی تو نیت میں ہی سہولت اور آسانی کی دعا مانگی جاتی ہے، منیٰ سے عرفہ جانے کے لئے چند معلمین مطوفین کے حجاج کرام کو میٹرو کی سہولیات فراہم کی گئی ہیں ان میں معلم نمبر 28, 31, 32, 35, 36, 38, 41, 42, 43, 44, 29, 27, 26, 34, 30, 39, 37, اور 40 کے حجاج کرام میں میٹرو کا ٹکٹ تقسیم کیا گیا ہے، منی میں کھانے اور ناشتہ چائے کی سہولت معلم کی جانب سے ہے، اس کام کے لئے کھانے کا ٹوکن جاری کیا گیا ہے، معلم کے کارندے خیمہ میں کھانا پہونچا دیتے ہیں، اس کی وجہ سے بہت سارا وقت ضائع ہونے سے بچ گیا ہے، اس بار ایک اور اچھا کام معلم نے یہ کیا کہ عورتوں کے خیمے مردوں سے الگ لگائے ہیں، اس کی وجہ سے پردہ وغیرہ کی پوری رعایت ہو رہی ہے، بعض معلم نے جگہ کی قلت پر قابو پانے کے لئے ڈبل اسٹوری بیڈ کا بھی انتظام کیا ہے، مجموعی طور پر انتظامات اچھے ہیں اور مستعدی قابل تعریف ہے، واقعہ یہ ہے کہ اگر حجاج کرام ضابطوں کی پابندی کریں تو دشواریاں نہ ہوں، لیکن انسان عجلت پسند واقع ہوا ہے، وہ جلد بازی میں خود ہی اپنے لئے مسائل کھڑے کرتا رہتا ہے، رواداری میں پینے کے پانی سے وضو کرنا شروع کر دیتا ہے، حالانکہ بڑی تعداد میں حمام اور وضو خانہ منی میں موجود ہے، ایک باخبر نے بتایا کہ اوسطاً ہر دس آدمی پر منی میں ایک حمام ہے۔

میرا سفر چونکہ کولکاتا سے ہوا تھا، اس لئے سابقہ سارے بنگالی حجاج سے ہے اور حالت زبان یار من ترکی و من ترکی نمی دانم جیسا ہے، اس لئے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ گپ بازی میں وقت کا ضیاع نہیں ہو رہا ہے، محمد نظر الہدی قاسمی اور وہاج الہدی قاسمی بیٹا بھتیجا ساتھ ہیں، یہ دونوں بڑی سعادت مندی سے خدمت کرتے ہیں، اس لئے بہت سارے بکھیروں سے بچا ہوا ہوں، تجربہ ہوا کہ جن لوگوں نے رہائش کے لئے عزیزیہ کا انتخاب کیا انہیں غذائی اجناس ساتھ ضرور لانے چاہئے، یہاں گیس کی سہولت ہے، پکانا آسان ہے، ہوٹل کا کھانا گراں بھی ہوتا ہے اور مزاج سے ہم آہنگ بھی نہیں ہوتا ہے، اس لئے نہ تو پیٹ بھرتا ہے اور نہ بھوک مٹتی ہے، گیس کی سہولت کی وجہ سے کھانا جلد پک جاتا ہے، اور ہوٹل میں لائن لگنے سے آدمی بچ جاتا ہے، گرین میں جو لوگ ہیں ان کے لئے یہ سہولت نہیں ہے، اس لئے یہاں دوستوں نے گرین کا نام NCHT رکھ رکھا ہے، یعنی نن کوکنگ اور نن ٹرانسپورٹنگ، یعنی نہ تو آپ کھانا بنا سکتے ہیں اور نہ ہی آپ کو گاڑیوں کی سہولت ملے گی۔

بات کہاں سے چلی اور کہاں پہونچ گئی، بات منیٰ سے چلی تھی، منی مکہ مکرمہ سے تین میل مشرق کی جانب دو پہاڑوں کے درمیان ایک بہت بڑا میدان ہے، یہیں جمرات ہے، جہاں ۱۰/۱۱/۱۲ ذی الحجہ کو کنکری ماری جاتی ہے، یہاں شمال کی جانب پہاڑ سے متصل ایک بڑی مسجد ہے، جسے مسجد خیف کہا جاتا ہے، یہاں ۱۱/ذی الحجہ کو نماز ظہر کے بعد خطبہ دیتے ہیں، حج کے موقع سے جو تین خطبے مسنون ہیں، ان میں سے یہ ایک ہے، اس موقع سے ایک ہی خطبہ دیا جاتا ہے، اور خطبہ کے درمیان امام نہیں بیٹھتا ہے، اس خطبہ میں حج کے احکام بیان کئے جاتے ہیں، یہاں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی ہے، ظہر امام صاحب پڑھاتے ہیں، اور قصر کرتے ہیں، ہمارے بعض احباب منی میں جمعہ قائم کرنے کے سلسلے میں بڑے پر جوش تھے، اور سینہ ٹھوک کر کہتے تھے کہ جمعہ اپنے خیمہ میں ہم پڑھائیں گے، بعضوں نے پڑھایا بھی اور وہ یہ بنیادی بات بھول گئے کہ قیام جمعہ امیر اور امام کے ذریعہ ہوتا ہے، واردین، صادرین اور ہر کس و ناکس کو جمعہ قائم کرنے کی اجازت نہیں ہے، پہلے سے قائم ہے تو پڑھا جا سکتا ہے، یہ منی میں ہمارے حلقے میں ایک بڑا سا خیمہ تھا جو خالی تھا، یاروں نے جمعہ پڑھا دیا، دوسرے دن سے حکومت کی جانب سے اس جگہ میں جماعت ممنوع قرار دی گئی۔ ایک جگہ جماعت کے لئے اچھی تھی وہ بھی گئی، اب اپنے اپنے خیمہ میں نماز ادا کی جاتی ہے، اور قصر اور اتمام کے مسئلے پر خوب بحثیں ہوتی ہیں اس کی وجہ سے یہاں بھی ایک ایک خیمہ میں کئی کئی جماعت ہوتی ہے، اول وقت اور مثل اول اور مثل ثانی، وقت ظہر اور انتہائے عصر بھی جماعت کے الگ کرنے کا سبب ہوتا ہے، میں کہتا ہوں کہ یہاں تو اتحاد کی شکلیں پیدا کرو، قصر کرو اور اتمام والے ساتھ سنت کی نیت سے شریک ہو لو، لیکن کون سنتا ہے فغان درویش۔

منی کے حدود آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے متعین فرما دیے ہیں، لیکن حجاج کرام کی کثرت کی وجہ سے اب خیمے مزدلفہ کے حدود میں بھی لگائے جاتے ہیں، اور حکومت نے اسے ''نیو منی'' کا نام دیا ہے، جس حجاج کے خیمے اس حلقہ میں پڑتے ہیں ان سے منی کے قیام کی سنت متروک ہو جاتی ہے، لیکن حکومتی انتظام ہے اس کی وجہ سے دم وغیرہ لازم نہیں آتا ہے۔ ۸/دن گذر گیا، عشاء کی نماز خیمہ ہی میں پڑھی گئی، کھانا کھایا گیا اور معلم کے لوگ سر پر سوار کہ عرفہ چلنا ہے، کئی غول کو سڑک پر لے کر آگے بڑھ گئے تو ہم لوگوں نے بھی ساتھ ہونے میں عافیت سمجھی اور ۲۶/نمبر مکتب کے بورڈ کے ساتھ ہو گئے، ہم لوگوں کو میٹرو کی سہولیات دی گئی تھی، لیکن میٹرو اسٹیشن سے منیٰ تک پہونچنے میں بڑی دقت ہوئی، ہر دس قدم کے بعد ٹریفک پولیس روک دیتی تھی، اور کھڑا رہنا انتہائی پریشان کن ہوتا تھا، کوئی تین کیلومیٹر پیدل چل کر اور گھوم پھر کر ہم لوگ میٹرو اسٹیشن پہونچے، منی ۲/ سے عرفہ ۲ لے جائے گئے، یہاں بھی طریقۂ کار وہی تھا، البتہ ۲۶/مکتب کا خیمہ اسٹیشن سے قریب تھا، اس لئے یہاں ہٹاؤ بچاؤ زیادہ نہیں جھیلنا پڑا، دس بجے منی سے نکلا تھا، گھڑی دیکھا تو شب کے ڈھائی بج رہے تھے، میٹرو نے تو دس منٹ سے زیادہ نہیں لیا، بقیہ سارے اوقات اسٹیشن تک جانے اور خیمہ تک پہونچنے میں لگ گئے، اس قدر تکان کے بعد سوائے سونے کے اور کیا کیا جا سکتا تھا، چنانچہ لیٹ گیا اور نیند نے فوراً اپنی آغوش میں لے لیا۔

صبح بیدار ہو کر فجر کی نماز ادا کی گئی اور عرفہ کے دن ذکر وتلاوت میں مشغول رہا، کھانا یہاں بھی ملا، اس لئے کھانے کی فکر میں وقت ضائع نہیں ہوا، نماز اپنے وقت میں الگ الگ ظہر اور عصر کی پڑھی گئی، میرا لڑکا محمد نظر الہدی اور بھتیجا وہاج الہدی مسجد نمرہ جانے کے لئے پر جوش تھے، لیکن میں نے منع کر دیا، کیونکہ خیمہ کے نمبرات عرفات میں نہیں ہوتے اور بھول جانے پر قیمتی وقت عرفہ کا ضائع ہو جاتا ہے، بہرکیف مان گئے اور میرے ساتھ ہی وقوف عرفہ کیا، مسجد نمرہ سے خطبہ کی آواز آرہی تھی اتحاد امت پر زور دیا جا رہا تھا، مسجد نمرہ میں ظہر وعصر کی نماز کی امامت شیخ محمد بن حسن نے کی، جن کے بارے میں مجھے واقفیت نہیں ہے، انہوں نے نیکی میں تعاون اور نفرتوں کو دور کرنے پر زور دیا، توحید اور تقوی کی وصیت کی، ایام تشریق کی اہمیت بتائی، دوسرے خطبہ میں حسب روایت درود وسلام کے بعد بادشاہ وقت کی تعریف کے ساتھ ان کی درازی عمر اور سلطنت کے استحکام کی دعا کی گئی، سارے مسلم ممالک میں خطبہ ثانیہ کا بڑا حصہ اسی پر مشتمل ہوتا ہے اور السلطان ظل اللہ فی الارض کے عقیدہ کی عملی تشریح۔ یہ سلسلہ چلتا رہا ہے اور چلتا رہے گا۔

ظہر کے بعد ہم لوگ کھڑے ہو کر دعا شروع کرنا چاہ رہے تھے کہ تیز ہوا، بجلی کی چمک وکڑک اور موسلا دھار بارش ہو گئی، عرفات میں خیمے عارضی ہوتے ہیں، ان کو بہت اہتمام سے لگایا نہیں جاتا ہے، اس لئے اس بارش میں سارے حجاج کم وبیش بھیگ گئے، فرش پر جو قالین بچھا ہوا تھا وہ بھی تر بتر ہو گیا، بعض لوگ اس ابر رحمت سے لطف اندوز ہونے کے لئے میدان میں جا کر کھڑے ہو گئے اور بھیگ بھیگ کر اللہ سے مانگتے رہے، اس ابر رحمت سے شرابور ہونے کا ایک بڑا فائدہ یہ ہو گیا کہ موسم کی گرمی کافور ہو گئی اور وقوف عرفہ کے موقعہ سے بھی کھڑے ہو کر دعا مانگنے سے گریز کرنے والے میدان میں پہونچ گئے، کیونکہ قالین اور زمین اس قدر تر ہو گئی تھی کہ بیٹھنے کی کوئی سبیل باقی نہیں تھی، اس لئے ہمارے خیمہ کے بغل میں ہی بڑا میدان تھا، سب نکل پڑے، آہ وزاری، رونے کی آواز اور سسکیوں سے سارا میدان گونج رہا تھا، اللہ کی رحمت اور مغفرت کے طالبین نے اس موقع سے اپنی ساری توانائی الحاح وزاری میں لگا دیا، میرے قافلے کے لوگ بھی الحمدللہ کسی سے پیچھے نہیں تھے، میں دیر تک کھڑا نہیں ہو سکتا، اس لئے تھک کر بیٹھ جاتا، پھر کھڑا ہوتا، پھر بیٹھتا، اللہ نے کرم کیا، توفیق بھی دی، بعض اہل اللہ کی دعاؤں میں بھی شرکت ہو گئی، سورج غروب ہوا اور لوگ مزدلفہ کے لئے خیمہ سے نکلنے لگے، میں نے اپنے قافلہ کو سڑک کے کنارے کے ایک دوسرے خیمہ میں جا کر بیٹھا دیا، لوگ سڑکوں پر کھڑے رہے، نو بجے راستہ کھلا جب امراء ووزاء، سلاطین اور ضیوف خادم الحرمین کا قافلہ گذر گیا، میٹرو اسٹیشن تک پہونچنے کی پھر وہی قواعد شروع ہوئی، چلنا دوبھر ہو رہا تھا، لیکن مزدلفہ آواز دے رہا تھا، ہم لوگ میٹرو سے مزدلفہ پہونچے، گیارہ رات کے بج گئے، میٹرو کی دو ریلوے لائن کے بیچ مزدلفہ میں جگہ ملی، مغرب اور عشاء ایک ساتھ پڑھی گئی، امامت میرا لڑکا محمد نظر الہدی قاسمی نے کی، صبح صادق کے بہت پہلے بیدار ہو گئے، یہاں طہارت خانوں میں بہت بھیڑ تھی، اس سے نمٹنے میں بھی اچھا خاصہ وقت لگا، جو وقت بچا اس میں دعائیں کی گئیں، اور ان تمام لوگوں کو یاد رکھا گیا، جنہوں نے دعاؤں کے لئے کہا تھا، اور ان کے لئے بھی دعا کی گئی جو کہنا چاہتے تھے نہ کہہ سکے، معلم کے لوگ ڈھائی بجے کے بعد سے ہی مزدلفہ سے حجاج کو میٹرو اسٹیشن کی طرف ہنکاتے رہے، حالانکہ وقوف کا وقت تو صبح صادق کا ہے، ہم لوگ رکے رہے اور فجر پڑھ کر ہی وہاں سے نکلے، اور پھر میٹرو تک پہونچنے کی وہی قواعد شروع ہوئی، میرا احساس ہے کہ میٹرو سے سفر منٹوں میں ہو جاتا ہے، لیکن اسٹیشن تک پہونچنے اور ٹرین پر سوار ہونے میں گھنٹوں لگ جاتا ہے، اس کا حال وہی ہے جو ایک شاعر نے صندل کے بارے کہا ہے

درد سر کے واسطے صندل لگانا ہے مفید
گھسنا، رگڑنا، ملنا، درد سر یہ بھی تو ہے

بہرکیف پرانے قواعد دہرا کر ہم لوگ منی ۱۲ اسٹیشن پر اترے، رمی جمرات کے لئے جانے والوں کا اژدہام تھا، چنانچہ ٹریفک پولیس والے راستہ بدلواتے رہے اور ہم لوگ پیدل چل چل کر بے حال ہوتے رہے، خصوصاً خواتین کا برا حال تھا، تین گھنٹے سڑک پر گذار کر کسی طرح خیمہ پہونچے، جسم وجان میں اتنی سکت کہاں تھی کہ رمی کے لئے جاتا، طے کیا کہ افضل وقت کے آخری حصہ یعنی زوال سے تھوڑا پہلے اس سے نمٹ لیا جائے، جمرات ہمارے خیمہ سے قریب ہی ہے، گیارہ بجے نکلے اور بارہ بجے سے پہلے بڑی آسانی اور بڑے قریب سے کنکری ماری گئی، میرے ساتھ کی خواتین کچھ زیادہ ہی پر جوش نظر آئیں، بڑی آسانی سے کام ہونے کے بعد واپسی کا سفر توقع سے زیادہ دشوار ہو گیا، دھوپ تیز تھی اور ٹریفک والے کدھر سے بھی گھسنے نہیں دے رہے تھے، انہیں صرف حرّک اور طریق یاد تھا، کچھ لوگ متطوع من الہند کی صدری پہن کر اور ہاتھ میں نقشہ لے کر سڑک پر کھڑے ہوئے تھے، لیکن ان میں سے بہتوں کو نقشہ دیکھنا بھی نہیں آرہا تھا۔ (جاری)

ستم در ستم کا سلسلہ یوں ہی چلتا رہے گا

ڈاکٹر مشتاق احمد

ہمارا وطن عزیز ہندوستان ان دنوں ایک عجیب دور سے گذر رہا ہے۔لمحہ بہ لمحہ نہ صرف سیاسی فضا تبدیل ہو رہی ہے بلکہ مکدّر بھی ہو رہی ہے۔سماجی طور پر بھی ایک خوفناک روش جاری ہے۔ہجومی تشدد کا سلسلہ رکنے کا نام نہیں لے رہا ہے اور اب تو زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں جہاں مسلمانوں کے خلاف ایک منظّم سازش نہ رچی جا رہی ہو۔حال ہی میں زومیٹو کمپنی سے کھانے کی بکنگ محض اس بنیاد پر رد کی گئی کہ اس کا ہاکر مسلم تھا۔اس سے پہلے ایک موبائل کمپنی کا معاملہ بھی جگ ظاہر ہے اور ٹیکسی کے ڈرائیور کی حرکت سے بھی ہم لوگ واقف ہیں کہ اولا کمپنی کے ایک ڈرائیور نے ایک مسلم نوجوان کو محض اس لئے راستے میں اترنے پر مجبور کر دیا کہ اسے جب پتہ چلا کہ یہ نوجوان مسلم ہے اور اسے جامعہ کے اوکھلا علاقے میں جانا ہے۔اس طرح کے واقعات روز رونما ہو رہے ہیں۔یہ اور بات ہے کہ ذرائع ابلاغ میں اسے جگہ کم ہی ملتی ہے۔مگر سوشل میڈیا کے اس انقلابی دور میں کسی نہ کسی صورت اس طرح کے واقعات کی روداد اجاگر ہو ہی جاتی ہے۔غرض کہ ایک خاص طبقے کے لئے ملک کی فضا دن بہ دن زہر آلود ہوتی جا رہی ہے۔ لیکن ہمیں اس پر آنسو بہانے سے زیادہ ایک ایسی حکمت عملی طے کرنے ہوگی جیسا ہمارے اکابرین نے اپنے مشکل اوقات میں کئے تھے۔تاریخ گواہ ہے کہ اسی سرزمین پر تقسیمِ وطن کے وقت ہم پر کیا کچھ گذرا ہے اور اس سے پہلے کی تاریخ کے اوراق بھی یہ شواہد پیش کرتے ہیں کہ ہم تین سو تیرہ کی تعداد میں رہ کر بھی حوصلہ نہیں ہارے تھے اور فتح یابی ہمارے قدم چومتی رہی۔مگر افسوس صد افسوس کہ ہم اپنے اسلاف کے اوصافِ جمیلہ کو اپنی زندگی میں شامل نہیں کر سکے۔نتیجہ ہے کہ قدم قدم پر ہمارے لئے مشکلیں کھڑی نظر آتی ہیں۔

حال ہی میں نافذ طلاق ثلاثہ قانون اچانک نہیں لیا گیا ہے بلکہ آزادی کے بعد سے ہی ہندستان میں رہنے والے مسلمانوں کے خلاف طرح طرح کے مسائل پیدا کرنے کی ایک منظّم سازش کی کڑی ہے اور یہ سازش ہر حکومت میں ہوتی رہی ہے۔یہ اور بات ہے کہ کانگریس کے عہد حکومت میں فرقہ وارانہ فسادات کرانے کی سازش ہوتی رہی اور مسلمانوں کو اقتصادی طور پر کمزور کیا جاتا رہا۔اس ملک کے مسلمانوں کو احساس محرومی اور احساس کمتری کا شکار بنانے کے لئے کوئی بھی سیاسی جماعت پیچھے نہیں رہی ہے۔ملک میں نصف صدی تک حکومت کرنے والی کانگریس نے مسلمانوں کو دلت سے بھی زیادہ پسماندہ بنانے کا کام کیا تو مغربی بنگال میں تین دہائی تک حکومت کرنے والی کمیونسٹ نے بھی صرف ووٹ حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کو جذباتی نعروں میں الجھائے رکھا اور وہاں کے مسلمان زندگی کے تمام شعبے میں دنوں دن پسماندگی کے شکار ہوتے گئے۔دراصل ملک میں یہ کوشش ہوتی رہی کہ مسلمانوں کو کبھی بھی کسی شعبے میں مستحکم نہیں ہونے دینا ہے۔اس لئے مرکز میں کسی جماعت کی حکومت رہی ہو سنگھ پریوار کا خفیہ ایجنڈا چلتا رہا۔اور مسلم آبادی کی اکثریت ناخواندہ ہونے کی وجہ سے سیاست کی اس شطرنجی چال کو سمجھ نہیں سکی۔نتیجہ یہ ہوا کہ فرقہ وارانہ فسادات کے ساتھ ساتھ دہشت گردی اور بابری مسجد کی شہادت کے بعد طرح طرح کے مبینہ دہشت گردی کے الزام میں پوٹا، ٹاڈا اور مکوکا قانون کی آڑ میں مسلم نوجوانوں کو جیلوں بھیجا جانے لگا۔آج بھی ملک کی مختلف جیلوں میں پینتیس فی صد مسلمان اپنی بے گناہی کے بعد بھی سزا کاٹ رہے ہیں۔پندرہ بیس سالوں کے بعد ان مسلم نوجوانوں کو عدالت بے گناہ ثابت کر رہی ہے اور وہ جیلوں سے باہر آ رہے ہیں۔لیکن اب وہ باہر آ کر بھی کیا کریں گے اس کی زندگی تو برباد ہو چکی ہے۔اس لئے مسلمانوں کے خلاف اگر کوئی قانون بنایا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں سمجھا جائے کہ ابھی کی حکومت ایسا کر رہی ہے۔ہاں یہ حکومت جو کچھ کر رہی ہے وہ اعلانیہ طور پر کر رہی ہے کہ اس کا ہمیشہ سے موقف رہا ہے کہ ہندوستان ہندوؤں کا ملک ہے اور دوسرے مذہب کے لوگوں کو ہندو تہذیب اپنانی ہوگی۔اب چونکہ یہ حکومت اکثریت میں ہے اور حزب اختلاف برائے نام ہے اور جو ہے ان میں بھی اکثریت سنگھ نظریے کے پروردہ ہیں اس لئے حکومت سنگھ کے تمام دیرینہ ایجنڈوں کو پورا کرنے میں لگی ہے۔

طلاق ثلاثہ کا قانون نافذ کرنے کا فیصلہ بھی ملک کے مسلمانوں کو مسئلہ در مسئلہ میں الجھائے رکھنا ہے اور مسلمانوں کی مذہبی شناخت کو مجروح کرنا ہے تاکہ ملک کا مسلمان زندگی کے کسی بھی شعبے میں مستحکم نہیں ہو سکے۔ایسا نہیں ہے کہ اس کے بعد کوئی نیا مسئلہ سامنے نہیں آئے گا۔ بلکہ بہت جلد سول قانون لایا جائے گا کیونکہ طلاق کے اس قانون سے ان کا سیاسی مفاد پورا ہوتا نظر نہیں آ رہا ہے۔حکومت کو امید تھی کہ اس قانون کے خلاف مسلمان ابل پڑیں گے، سڑکوں پر اتر پڑیں گے لیکن آزادی کے بعد پہلی بار ہندوستانی مسلمانوں نے عقل مندی ظاہر کی ہے اور اس وقت خموشی کے ساتھ اپنی حکمت عملی طے کی ہے۔اگرچہ حکومت کی جانب سے یہ کوشش جاری ہے کہ مسلمان اس مسئلہ کو لے کر جذباتی اقدام اٹھائے اور اس کے لئے نام نہاد داڑھی ٹوپی والے کو ٹیلی ویژن چینلوں پر بٹھایا بھی جا رہا ہے اور ان کے بیان کو قومی میڈیا میں جگہ بھی دی جا رہی ہے۔اس لئے وقت کا تقاضہ یہ ہے کہ مسلم معاشرے میں انقلاب برپا کرنے کی ضرورت ہے کہ اگر ہم مسلم اپنی زندگی اپنے اسلامی قانون یعنی قران وحدیث کی روشنی میں گزارنے لگیں تو ہمارے ننانوے فی صد مسئلے خود حل ہو جائیں گے۔مگر افسوس کی بات یہ کہ ہم نے اپنے عمل و کردار سے اپنی شناخت گم کر دی ہے اور اپنی زندگی کو عذاب بنا لیا ہے۔ہم لاکھ دعویٰ کریں کہ پرسنل لا ہمارا ہے لیکن حقیقت جگ ظاہر ہے کہ ملک کی کورٹ کچہری میں ہم کتنے فیصد دوڑ لگا رہے ہیں۔غیروں کی بات چھوڑیئے اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں کے ساتھ برسوں سے مقدمہ لڑ رہے ہیں اور اس کو اپنی شان سمجھ رہے ہیں۔شادی کا مسئلہ کتنا سنگین صورتحال اختیار کر چکا ہے وہ ہم سب سے پوشیدہ نہیں ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر آپ اپنے پرسنل لاء کو صرف کاغذی کارروائی تک محدود رکھیں گے اور آپ کی اپنی عملی زندگی میں دکھائی نہیں دے گا تو اس طرح کے قانون نافذ کرنے کا جواز حکومت کو ملتا رہے گا۔اس لئے مسلم سوسائٹی کو اس مسئلہ پر بھی سنجیدگی سے غور و فکر کرنا چاہئے۔یہاں ایک سوال یہ بھی ہے کہ مذہبی جماعتوں پر یا خاص کر علمائے کرام پر ہی مسلم مسائل کو مت چھوڑیئے۔ان کی اپنی مجبوریاں بھی ہیں اور ترجیحات بھی۔ورنہ جہیز اور دیگر سماجی مسائل کب کے ختم ہو گئے ہوتے۔اب ہمارے الگ الگ مسلک اور الگ الگ فرقے ہیں۔علماء کا بھی اپنا اپنا گروپ ہے۔کوئی دیوبندی ہے تو کوئی بریلوی۔مسلکی طور پر بھی ہم کئی خانوں میں تقسیم ہیں یہ کوئی پوشیدہ رکھنے کی بات نہیں ہے۔ایسی صورتحال میں ہمارے ساتھ اس طرح کے مسائل درپیش رہیں گے کہ یہ ملک کی سیاست کا وطیرہ ہے اور موجودہ حکومت تو اعلانیہ ہندو انتہا پسندوں کی ہم نوا ہے۔اس لئے ہجومی تشدد ہو کہ طلاق ثلاثہ کا مسئلہ کوئی آخری نہیں ہے۔یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔سیکولرزم کے نام پر کچھ سیاسی جماعت گھڑیالی آنسو بہاتی رہے گی اور قانون سازی کے وقت پارلیمنٹ میں اندر رہ کر یا واک آؤٹ کر کے حکومت کی مدد کرتی رہے گی۔اس لئے اگر اس ملک میں اپنے اور آنے والی نسلوں کے مستقبل کو روشن رکھنا چاہتے ہیں تو اپنے اندر اتحاد پیدا کیجئے۔اپنے پرسنل لاء کو عملی زندگی میں شامل کیجئے، نسلی امتیاز کو ختم کیجئے، تعلیمی میدان میں آگے بڑھنے کی کوشش کیجئے، ملک کے قانون کا علم رکھئے اور عدالتی نظام میں اپنی حصّہ داری بڑھایئے اور ملک کے انصاف پسند لوگوں کے ساتھ صف بندی کیجئے۔

طلاق ثلاثہ کا مسئلہ مذہبی ہے لیکن اب یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ملک کا مزاج کچھ ایسا بنا دیا گیا ہے کہ مسلمان کی زندگی کا ہر ایک شعبہ سنگھ پریوار کے لئے سیاست کا ہتھکنڈہ بن گیا ہے اور یہ اچانک نہیں ہوا ہے بلکہ گزشتہ تین دہائیوں سے سنگھ کے نظریہ سازوں نے تعلیمی اداروں میں ماحول سازی کی ہے۔نتیجہ سامنے ہے کہ ایک خاص عمر کے نوجوانوں کے ذہن ودل میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کا زہر بھر دیا گیا ہے کہ دیکھتے ہی دیکھتے ایک بھیڑ مسلمانوں پر ٹوٹ پڑتی ہے اور عام لوگوں کی بات چھوڑیئے انتظامیہ بھی تماشائی بنی رہتی ہے۔یاد کیجئے اسپین میں کس طرح مسلم کشی ہوئی تھی اسی طرح کی ماحول سازی ہو رہی ہے مگر ہم اب بھی تین تیرہ بنے ہوئے ہیں اور ہر کوئی اپنی ڈفلی، اپنا راگ الاپ رہا ہے۔اس دورِ آزمائش میں بھی ایک دوسرے کے قد کو بونا کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ایک مسلک دوسرے مسلک کے خلاف زہر فشانی کر رہے ہیں۔سماج میں ذات پات کی سیاست کا چراغ روشن ہے اور اپنی صفوں کی کج روی کو دور کرنے کی کوئی فکر نہیں ہے۔یہ ایک لمحۂ فکریہ ہے کہ ابھی آنے والے دن اور بھی آزمائش کے ہوں گے۔ابھی بھی وقت ہے کہ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں اور شریعت وسنت کے مطابق زندگی گذاریں۔

ہندوستانی صحافت کا مکروہ چہرہ

گذشتہ چند سالوں میں کچھ ایسے واقعات پیش آئے ہیں، جن میں حالیہ چند واقعات بھی شامل ہیں، جنہوں نے ہندوستانی میڈیا کی بے حد خراب امیج پیش کی ہے۔یہ بات کسی سے چھپی نہیں ہے کہ آج میڈیا کا بڑا حصہ، جس میں پرنٹ اور ٹیلی ویژن میڈیا شامل ہے، حکومت کا بھانٹ بنکر رہ گیا ہے۔اور یہاں تک کہ وہ اخبار بھی جو خود کو ''متوازن'' اور ''متوسط'' مانتے ہیں، وہ بھی ویسی اہم خبروں کو پچھلے صفحات پر دھکیل دے رہے ہیں، جو حکومت کو اپنے خلاف لگ سکتی ہے۔ذاتی طور پر صحافی نریندر مودی کی طرف اپنے جھکاؤ کو چھپاتے نہیں ہیں اور جہاں تک ''غیر جانبدار''، صحافی کا سوال ہے، جو کوئی پوزیشن لینے کی جگہ کمزور اور مبہم خیال پیش کرتے ہیں، ان کے بارے میں جتنا کم کہا جائے، اتنا اچھا ہے۔

پھر بھی حکومت کے ذریعے آرٹیکل ۳۷۰ کو ختم کئے جانے اور ابلاغ کے تمام ذرائع کو کاٹ کر ایک پوری ریاست کو قید خانہ بنا دینے پر صحافیوں، پریس اداروں، میڈیا یونین اور کلب نے جس طرح کا سلوک کیا ہے وہ شرمناک ہے۔عام کشمیری کی تکلیفوں پر اہم رپورٹ، مضبوطی سے ادارتی پوزیشن لینے اور اس پریشان ریاست کے صحافیوں کے ساتھ یکجہتی میں کھڑے ہونے کی بات تو بھول ہی جایئے، ہندوستانی میڈیا اور صحافیوں کے یونین کا رویہ یا تو مشتبہ رہا ہے یا انہوں نے اپنی طرف سے ہی سینسر شپ تھوپنے کی کوشش کی ہے۔پریس کونسل آف انڈیا صحافیوں کی تنظیم نہیں ہے، لیکن اس سے پریس کی آزادی کے تحفظ کی امید کی جاتی ہے۔اس کے صدر نے یکطرفہ طریقے سے کشمیری مدیرا انورادھا بھسین کے ذریعے سپریم کورٹ میں ابلاغ پر لگی پابندیوں کو ہٹانے کی بابت دائر ایک عرضی میں بیچ میں کود گئے۔حالانکہ کونسل کے صدر کا بن مانگا ہوا نوٹ ابلاغ پر مکمل پابندی اور قومی مفاد کے درمیان توازن قائم رکھنے میں کورٹ کی مدد کرنے کی پیشکش کرتا ہے، لیکن یہ پوری طرح سے بے کار قدم ہے، جس کی بنیاد اس سوچ پر ٹکی ہوئی ہے کہ پریس کی آزادی کی بات کرتے ہوئے ملکی مفاد کو دھیان میں رکھنا ضروری ہے۔ یہ پوری طرح سے حکومت کے مفاد کا خیال رکھنا ہے، جو راشٹر واد اور ملکی مفاد کو باقی تمام چیزوں کے اوپر رکھتا ہے، جس میں ذاتی آزادیاں بھی شامل ہیں۔کونسل کے دیگر ممبروں نے اس پہلو کو پلٹ دیا ہے، لیکن یہ دکھاتا ہے کہ کس طرح سے اداروں کو پالتو بنا دیا گیا ہے اور مستقبل کی کوکھ میں کیا چھپا ہے؟ دہلی پریس کلب نے کشمیر سے ہو کر آئے ایک فیکٹ فائنڈنگ گروپ کو وہاں ریکارڈ کیے گئے کسی ویڈیو کو دکھانے کی اجازت نہیں دی۔اسی بیچ انڈین وومینس پریس کارپ، جو صرف خاتون صحافیوں کو اپنا ممبر بناتی ہے، اس نے اس کے احاطے میں پریس کانفرنس کرنے کے لئے بھیم آرمی کے ذریعے کرائی گئی بکنگ کو رد کر دیا۔حالانکہ، یہ کشمیر کو لے کر نہیں تھا، لیکن اس کے پیچھے بھی دلیل وہی ہے اور اظہار کی آزادی پر حملے میں یہ اپنی مرضی سے حصے داری بے حد شرمناک ہے۔اور ان میں سے کسی نے بھی اپنے اقدام کی کوئی وضاحت پیش کرنے کی زحمت نہیں اٹھائی ہے۔کئی مواقع پر میڈیا نے خاموشی بھی اوڑھ لی ہے۔چھٹی منانے کے لئے ملک سے باہر جا رہے پرنے رائے اور ان کی بیوی رادھیکا کو ایئرپورٹ پر روک لئے جانے پر میڈیا تنظیموں کے ذریعے کوئی بڑی مزاحمت درج نہیں کی گئی، نہ ہی اخباروں میں اس کو لے کر کوئی سخت تبصرہ کیا گیا۔ہندوستانی میڈیا میں پیشہ ورانہ قدروں کی سطح کا اتنا نیچے گر جانا کوئی اچانک ہوئی چیز نہیں ہے-یہ کئی سالوں سے ہو رہا ہے اور کسی حصے سے اس کی متاثر کن مزاحمت نہیں ہوئی ہے۔صحافیوں نے اپنی مرضی سے اپنی آزادی کو ان کے سپرد کر دیا ہے۔حکومت کی مداخلت یا انتظامیہ کے دباؤ پر الزام لگانا ایک کمزور بہانا ہے-میڈیا پیشہ وروں نے خود سے ہی اپنے آپ کو اپنے اصولوں سے دور کر لیا ہے۔وہ بے آواز کو آواز دینے یا حکمراں طبقے سے جوابدہی کی مانگ کرنے والے کے طور پر اپنے کردار کو نہیں دیکھتے ہیں۔اگر وہ خود سسٹم کا حصہ بن جائیں گے، تو وہ سسٹم سے سوال کیسے پوچھیں گے؟ (بحوالہ دی وائر)

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

عمران خان کا لائن آف کنٹرول کا دورہ

پاکستان کے وزیر اعظم عمران خان نے آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ کے ساتھ جمعہ کے روز لائن آف کنٹرول کا دورہ کیا۔ انٹر سروس پبلک ریلیشنز سے ایک بیان جاری کر کے کہا کہ مسٹر خان کے ساتھ آرمی چیف باجوہ کے علاوہ وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی، وزیر دفاع پرویز خٹک اور کشمیر کمیٹی کے صدر فخر امام بھی لائن آف کنٹرول تک گئے۔ مسٹر خان وہاں جوانوں اور لائن آف کنٹرول کے قریب گاؤں میں شہید ہونے والے افراد کے اہل خانہ سے بھی بات چیت کریں گے۔ وزیر اعظم مظفر آباد کا بھی دورہ کریں گے اور وہاں موجود لوگوں سے خطاب کریں گے۔ ہندوستان کی طرف سے ۵/اگست کو جموں و کشمیر کو خصوصی درجہ دینے والی دفعہ ۳۷۰ کو ختم کرنے کے بعد پاکستان نے جمعہ کو اپنے یوم دفاع کو یوم یکجہتی کشمیر کے طور پر منایا۔ اس سے قبل پاکستان نے کشمیری عوام کی حمایت کے اظہار کے لئے اپنا ۷۳/واں یوم آزادی بھی یوم یکجہتی کشمیر کے طور پر منایا تھا۔ (یو این آئی)

جنسی زندگی میں رکاوٹ کی وجہ سے دو بیٹیوں کو قتل کرنے والی برطانوی ماں کو سزا

تئیس سالہ برطانوی شہری لوئیزا پورٹن کے لیے اس کی جنسی زندگی اپنے بچوں سے زیادہ عزیز تھی۔ لوئیزا کی دو بیٹیاں تھیں، تین سالہ لیکسی اور محض سترہ ماہ عمر کی سکارلیٹ۔ برطانوی ماڈل نے گزشتہ برس ۱۵/جنوری کو اپنی بڑی بیٹی لیکسی اور پھر دو ہفتے بعد یکم مارچ کو اسکارلیٹ کو قتل کیا تھا۔ اس خاتون نے دونوں بچیوں کو باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت سوچ سمجھ کر قتل کیا تھا۔ لیکسی کے قتل سے چند ماہ قبل وہ اسے دو مرتبہ ہسپتال لے کر گئی، جہاں اس نے بتایا کہ لیکسی کو سانس لینے میں مشکل پیش آ رہی تھی۔ لیکسی کی سانس روک کر اسے قتل کرنے کے بعد لوئیزا نے ہنگامی امداد کے لیے اس وقت فون کیا، جب لیکسی کی موت یقینی ہو چکی تھی۔ اسکارلیٹ کی موت کے بعد پولیس کو شبہ ہوا اور لوئیزا سے ابتدائی تفتیش کی گئی۔ رواں برس کے اوائل میں طبی شواہد سامنے آنے پر اس کے خلاف دونوں بیٹیوں کے قتل کی فرد جرم عائد کی گئی تھی۔ برمنگھم کی عدالت نے ۲/اگست کے روز لوئیزا کو مجرم قرار دے کے اسے کم از کم بتیس برس قید کی سزا سنائی۔ خاتون جج نے فیصلے کے وقت لوئیزا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا: ''وہ معصوم بچیاں تھیں جو اپنی پرورش کے لیے اپنی ماں پر انحصار کر رہی تھیں، تم نے انہیں کی جان لے لی۔'' عدالت کے مطابق لوئیزا کے کسی ذہنی عارضے میں مبتلا ہونے کے بھی کوئی شواہد نہیں ملے تھے۔ جج نے کہا کہ یہ کسی نوجوان ماں کی طرف سے کسی لمحاتی طیش میں کیا جانے والا کوئی اقدام نہیں تھا۔ ثبوتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوچ سمجھ کر فیصلے کیے گئے۔ دونوں بچوں کے قتل کے درمیانی وقت میں تم نارمل حالت میں تھی۔ ماں کو سزا دے دی گئی اور آخر کار دونوں بچیوں کے والد کرس ڈریپر کو بھی ان بچیوں کی آخری رسومات ادا کرنے کی اجازت مل گئی۔ ڈریپر نے منگل ۳/ستمبر کو لیکسی اور اسکارلیٹ کی تدفین کے بعد فیس بک پر تصویریں شیئر کرتے ہوئے لکھا: ''تمہیں یوں رخصت کیا جس کی تم حق دار تھیں، سب نظریں تم پر ہیں۔ تمہاری یاد آئے گی، تم کبھی نہیں بھولو گی، سو جاؤ میرے بچو، تمہارا ڈیڈی تمہارے ساتھ ہے۔'' (بحوالہ ڈوئچے ویلے جرمنی)

یورپ نے اپنے وعدے وفا نہیں کیے: ایران

ایران نے یورپ پر مشترکہ جامع ایکشن پلان (جے سی پی او اے) کے تحت اپنے وعدوں کو پورا نہیں کرنے کا الزام عائد کیا ہے۔ مقامی نیوز ایجنسی ارنا نے ایران کے وزیر خارجہ جواد ظریف کے حوالے سے بدھ کو کہا کہ یورپ اپنی ذمہ داری کو پورا کرنے میں ناکام رہا ہے۔ اس درمیان سرکاری ترجمان پرویز اسماعیل نے بتایا کہ ایران کے صدر ڈاکٹر حسن روحانی کو جمعرات تک جے سی پی او اے سے جڑے یورپی ممالک کے ساتھ کسی قسم کی بات چیت کی امید نہیں ہے۔ انہوں نے ٹوئٹ کر کے کہا کہ روحانی نے ایک سرکاری میٹنگ میں کہا کہ ''مجھے لگتا ہے کہ ہم آج یا کل تک یورپ کے ساتھ بات چیت میں کسی نتیجے تک نہیں پہنچ سکیں گے۔'' اسماعیل نے بتایا کہ روحانی نے یہ بھی کہا کہ جے سی پی او اے پر ایران کے تیسرے جوابی اقدام کے تحت خصوصی طور پر ایسے اہم تدابیر کئے جائیں گے جس سے ایران نیوکلیائی انرجی کی سرگرمیوں میں اضافہ ہوگا۔ ایران، چین، فرانس، جرمنی، روس، برطانیہ، امریکہ اور یورپی یونین نے سال ۲۰۱۵ء میں جے سی پی او پر دستخط کئے تھے۔ اس کے تحت ایران کو پابندیوں میں چھوٹ حاصل کرنے کے لئے اپنے نیوکلیائی پرگرام کو واپس لینا تھا اور یورینیم کے اپنے ذخیرے میں زبردست کمی لانے کی شرطوں کا تسلیم کرنا تھا۔ (یو این آئی)

برطانیہ میں ۳۱/اکتوبر سے قبل انتخابات کرانے کی مخالفت تیز

برطانیہ میں حزب اختلاف کی جماعتوں نے وزیر اعظم بورس جانسن کے اچانک انتخابات کرانے کے منصوبے کی مخالفت تیز کرتے ہوئے جمعہ کے روز کہا کہ وہ بریگزٹ کی آخری تاریخ ۳۱/اکتوبر کو ختم ہونے سے قبل انتخابات کا کرانا نہیں چاہتے۔ واضح رہے کہ بدھ کے روز پارلیمنٹ نے مسٹر جانسن کے ۱۵/اکتوبر کو انتخابات کرانے کے مطالبے کو مسترد کر دیا۔ پارلیمنٹ میں پلیڈ سائی مرو کے رہنما لیز سیویلے رابرٹ نے اسکائی نیوز کے نشریاتی ادارہ کو بتایا کہ ان کا خیال ہے کہ جب بھی عام انتخابات کرایا جانا ممکن ہو ان کی تاریخ ۳۱/اکتوبر کے بعد ہو۔ (یو این آئی)

زمبابوے کے سابق صدر رابرٹ موگابے کا 95 سال کی عمر میں انتقال

زمبابوے میں ۳۰/سال تک مسلسل صدر رہنے والے رابرٹ موگابے ۹۵/برس کی عمر میں مختصر علالت کے بعد سنگاپور میں انتقال کر گئے۔ وہ افریقی ملک زمبابوے میں ۱۹۸۷ء سے ۲۰۱۷ء تک صدر کے عہدے پر فائز تھے، وہ ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۷ء تک ملک کے پہلے وزیر اعظم بھی رہے۔ رابرٹ موگابے کے انتقال کی تصدیق سرکاری سطح پر بھی کر دی گئی ہے، اہل خانہ کا کہنا ہے کہ میت زمبابوے واپس لانے اور آخری رسومات کی ادائیگی کے حوالے سے مشاورت جاری ہے۔ انہیں سرکاری اعزاز کے ساتھ سپرد خاک کیا جائے گا۔ زمبابوے کی آزادی سے قبل رابرٹ موگابے نے جنوبی رھوڈیشیا پر برطانوی سفید فام اقلیت کے قبضے کیخلاف اور سیاہ فام آزاد ریاست کے لیے اپنی سیاسی جدوجہد کا آغاز کیا تھا، قابض حکومت کے خلاف تقریر کرنے کی پاداش میں موگابے کو بغاوت کا مجرم ٹھہرایا گیا اور دس سال تک قید رکھا گیا تاہم انہوں نے جیل سے جدوجہد جاری رکھی جس پر انہیں نیلسن منڈیلا ثانی بھی کہا جانے لگا۔ (نیوز ایکسپریس)

بزنس روزگار و کیریئر

بگڑتی معیشت پر مجرمانہ خاموشی

جس وقت ہندوستان ایک بڑے معاشی بحران کا سامنا کر رہا ہے اس وقت ہندوستانی میڈیا آبادی، ریزرویشن اور چدمبرم کی خبروں کو ترجیح دے رہا ہے یا یوں کہئے کہ ان معاملوں کو ترجیح دے کر وہ ۱۲۵/کروڑ عوام سے وابستہ معاملوں کو تقریباً پوری طرح نظر انداز کر رہا ہے۔ شاید یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ میڈیا اس لئے بھی خاموش ہے کہ ملک کے وزیر اعظم نریندر مودی نے جیسا کہ کہا ہے کہ ان کا حدف ہندوستان کی معیشت کو ۵/ٹریلین ڈالر تک پہنچانے کا ہے اس لئے وہ اپنے حدف کو پورا کرنے میں لگے ہوئے ہیں لہٰذا انہیں ہرگز ''پریشان'' نہ کیا جائے خواہ ملک کی عوام پریشان ہو جائے۔ مگر اس دوران میڈیا کا ایک طبقہ ایسا بھی سامنے آیا جس نے کسی حد تک اس مسئلے کو باعث تشویش سمجھا اور حکومت کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے نمایاں طور پر اسے شائع کیا۔ نریندر مودی لوک سبھا انتخابات ۲۰۱۹ء میں نریندر مودی کی قیادت میں بی جے پی کو تاریخی جیت حاصل ہونے کے بعد ہی مختلف حلقوں کی جانب سے اندیشہ ظاہر کیا گیا تھا کہ دوسری بار پارلیمان میں حاصل ہوئی اکثریت مودی حکومت کو اپنے کئے گئے وعدوں اور دعووں کو حقیقت میں بدلنے کا موقع فراہم کرتی ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا تھا کہ اس وقت جو شیئر بازار اور روپئے کی قدر میں اضافہ بی جے پی کی جیت کی خبر کا خیر مقدم کر رہے ہیں ان کا جشن چند روز بعد ہی پھیکا پڑ جائے گا اور جب اس جیت کے جشن کا غبار بیٹھے گا تو نریندر مودی کے سامنے کئی سخت معاشی چیلنجز ہوں گے۔

مودی کے پہلے دور کا معاشی ریکارڈ ملا جلا رہا ہے۔ ورلڈ بینک کی ۲۰۱۹ء کی بزنس کرنے کی درجہ بندی میں ہندوستان کی پوزیشن ۷۷/ویں نمبر تک آ گئی تھی جو کہ ۲۰۱۴ء میں ۱۳۴/ویں تھی جب انھوں نے پہلی بار عہدہ سنبھالا تھا۔ مودی کے پہلے دور میں ایک حلقے کی طرف سے کہا گیا کہ ہندوستان دنیا کی سب سے تیزی سے بڑھتی ہوئی معیشت بنے گا لیکن اسی دوران بدعنوانی سے نمٹنے کے نام پر تین چوتھائی سے زیادہ کرنسی نوٹ پر پابندی لگانے کی نریندر مودی کی سب سے بڑی بازی الٹی پڑ گئی اور اس نے معیشت کی ترقی کو خاطر خواہ نقصان پہنچایا۔ بروقت متبادل نئے نوٹ کی کمی نے ہندوستان کی غیر رسمی معیشت کو مفلوج کر دیا اور اس کے نتیجے میں لوگوں کی ملازمتیں جانے لگیں۔ نئے قومی سیلز ٹیکس کا نفاذ بھی ٹھیک طور پر نہیں ہو سکا۔ اس وجہ سے پیدا ہونے والی پریشانیوں نے لاکھوں چھوٹے اور درمیانی سطح کے کاروبار کو شدید طور پر نقصان پہنچایا۔

دسمبر ۲۰۱۸ء کی سہ ماہی میں معاشی ترقی کی شرح سست روی کا شکار ہو کر ۶ء۶ فیصد رہ گئی جو کہ اس سے قبل کی چھ سہ ماہیوں میں سب سے کم ترقی کی شرح تھی۔ حالیہ دنوں حکومت کی منظر عام پر آنے والی ایک رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۶ء سے ۲۰۱۷ء کے درمیان بے روزگاری گذشتہ ۴۵/سالوں میں سب سے زیادہ تھی۔ اقتصادی محاذ پر ہندوستان کے لئے ایک اور بری خبر آئی ہے۔ ہندوستان میں بے روزگاری کی شرح ۴۵/سالوں کے بدترین دور میں ہے، یہی حقیقت کچھ دن پہلے بھی سامنے آئی تھی لیکن مودی حکومت نے اسے خیالی بتا کر مسترد کر دیا تھا، مگر تازہ رپورٹ کی مانیں تو موجودہ وقت میں تقریباً ہر سیکٹر میں بھرتیاں کافی کم ہیں اور کساد بازاری کے حالات نظر آ رہے ہیں۔ کیئر ریٹنگ لمیٹڈ کے ایک سروے کے مطابق بینکوں، انشورنس کمپنیوں، آٹو موبائلس، لاجسٹکس اور انفراسٹرکچر سیکٹر میں بھرتیاں سب سے کم ہیں۔ اس سال مارچ میں ختم ہوئے مالیاتی سال کی ایک ہزار کمپنیوں کی رپورٹ کے اندازے کے بعد یہ بات کہی گئی ہے۔ بلومبرگ کی رپورٹ کے مطابق اس دوران سروس سیکٹر ایک ایسی جگہ ہے جہاں سب سے زیادہ امیدیں لگی رہتی ہیں۔ شرح ملازمت کی بات کریں تو یہاں سب سے زیادہ مواقع دیکھنے کو ملے ہیں۔ مارچ سہ ماہی میں ملک کی جی ڈی پی نمو ۵/سال کی سب سے کم سطح پر رہی ہے اور اب ہائرنگ میں کمی سے صاف ہے کہ ملک اقتصادی بحران کے دور میں ہے۔ ہندوستان کی معیشت کی تباہی سے ملک کو پرکشش سرمایہ کاری جگہ کے طور پر پیش کرنے کے وزیر اعظم نریندر مودی کے منصوبہ کو بھی اس سے جھٹکا لگ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ملازتوں کا بحران گہرانے سے سماجی کشیدگی میں بھی اضافہ ہو سکتا ہے۔ کیئر ریٹنگ کے مطابق مارچ ۲۰۱۷ء میں روزگار میں اضافہ ۵۴/لاکھ کا تھا جو مارچ ۲۰۱۸ء میں ۵۷/لاکھ کے قریب پہنچ گیا، یہ ۶ء۲ فیصد کا اضافہ تھا۔ اس سال مارچ میں یہ اعداد و شمار ۶۰/لاکھ کا ہی رہا اور جاب نمو محض ۴ء۳ فیصد ہی رہی۔ کیئر ریٹنگ کی مانیں تو اسپٹلٹی یعنی سروس سیکٹر میں ہائرنگ اور آؤٹ سورسنگ میں اضافہ ہوا ہے لیکن مائننگ، اسٹیل اور آئرن جیسی بڑی کمپنیوں میں ملازمین کی تعداد میں کمی آئی ہے۔ اس کی وجہ پیداوار میں کمی اور کمپنیوں کے دیوالیہ ہونے جیسے معاملے ہیں۔

ہندوستان کی معیشت سست روی کا شکار ہے۔ ورلڈ بینک کی رپورٹ کے مطابق بڑی معیشت کے معاملے میں ہندوستان کی رینکنگ ساتویں نمبر پر آ گئی ہے۔ ہندوستان کی گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) اس وقت ۷ء۲ ٹریلین ڈالر ہے جب کہ نریندر مودی نے ۲۰۲۴ء تک ہندوستان کو ۵/ٹریلین ڈالر کی معیشت بنانے کا حدف رکھا ہے۔ وہیں دوسری طرف رواں ماہ میں ماہرین اقتصادیات کے خیالات کا مطالعہ کریں تو پتہ چلے گا کہ اگلی سہ ماہی میں آٹو انڈسٹری سے ۵/لاکھ لاگوں کی نوکریاں ختم ہو سکتی ہیں۔ سیلس مین، پینٹنگ، ویلڈنگ، کاسٹنگ درجہ کی نوکریاں جلدی جائیں گی۔ اس سیکٹر میں پہلے ہی دو سے تین لاکھ نوکریاں ختم ہو چکی ہیں۔ ہر بڑی کمپنی میں کم از کم ۱۰/فیصد چھٹنی ہو رہی ہے۔ لیکن حیرت کی بات ہے کہ جس مسئلے سے پورا ملک وابستہ ہے اس کو خاص اہمیت ہی نہیں دی جا رہی ہے۔ ٹی وی چینلوں پر مذہب سے متعلق ایسی ایسی بحثیں ہو رہی ہیں جیسے ملک کے لئے کوئی دوسرا مسئلہ ہی ہے۔ ہم آج جن اقتصادی حالات سے گزر رہے ہیں ان پر کوئی بولنے کو ہی تیار نہیں ہے اور اگر کوئی ہمت کر کے بولتا ہے تو اسے غدار اور ملک دشمن قرار دیئے جانے کا ڈر ستا رہا ہے۔ قومی بحثوں میں خیالی سوالات کو حقیقی بنا کر عام لوگوں کو جبراً منوانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔۔ جن لاکھوں لوگوں کی نوکریاں گئی ہیں یا جن کی جانے والی ہیں اور جنہیں نئی نوکری نہیں مل رہی ہے، ان کا کہیں کوئی ذکر نہیں ہو رہا ہے۔ آخر ملک کے سلگتے حقیقی حالات کو کب تک چھپانے کی کوشش کی جاتی رہے گی؟۔ یہ خاموشی دراصل مجرمانہ کہی جا سکتی ہے کیونکہ فضول کی باتیں کر کے حقائق کو چھپانا مجرمانہ عمل کے زمرے میں آتا ہے اس لئے اس طرز عمل کو ''حب المودی'' تو کہا جا سکتا ہے لیکن حب الوطنی ہرگز نہیں کہا جائے گا۔ (نواب علی اختر بحوالہ قومی آواز)

طب و سائنس

موبائل فون کے مضر اثرات

فاروق احمد انصاری

یہ دنیا آج سے کچھ عرصہ قبل تک موبائل فونز کے بغیر اپنے سارے کام پوری طرح انجام دے رہی تھی۔مگر کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی حیرت انگیز ایجادات اور ان ایجادات کی برق رفتار ترقی نے موبائل فون کے جس آلے کو جنم دیا، اس نے انسانی معاشرے کے پورے لائف اسٹائل کو بُری طرح متاثر کیا ہے۔اس آلے کے ذریعے وجود میں آنے والی اخلاقی خرابیوں سے اُس کو استعمال کرنے والا ہر شخص واقف ہے۔مگر اکثر لوگ اس کے انسانی صحت پر پڑنے والے مضر اثرات سے واقف نہیں ہیں۔

ایک تحقیق کے مطابق بچوں میں موبائل فون کے استعمال کی زیادتی اور اس سے پہنچنے والے نقصانات کی وجہ سے بڑے سرمایہ کاروں نے ٹیکنا لوجی کمپنی اپیل سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ایسا سافٹ ویئر تیار کرے، جو بچوں کے لیے موبائل فون استعمال کرنے کے اوقات کو محدود کر سکے، اس لیے کہ اسمارٹ فون کے زیادہ استعمال سے بچوں کی دماغی صحت متاثر ہو رہی ہے۔

دیکھا یہ گیا ہے کہ ہمارے گھروں میں بجلی اور گیس ہو نہ ہو، لیکن وائے فائے (WIFI) کی سہولت کا ہونا لازمی ہے۔وائے فائے ڈیوائس کی شعاعوں اور ان کے اثرات کے بارے میں ایک ماہر ایل لائڈ مورگن کا جائزہ شائع ہوا تھا۔ان کے مطابق ان وائے فائے ڈیوائسز سے نظر نہ آنے والی نقصان دہ شعاعیں نکلتی ہیں، جنہیں "مائیکرو ویو ریڈی ایشن (MWR)" کہتے ہیں۔یہ شعائیں بچوں اور خاص طور پر مادر شکم میں موجود بچوں کے لیے بہت نقصان دہ ہوتی ہیں۔

تحقیق کے مطابق بچے بڑوں کے مقابلے میں مذکورہ شعاعیں زیادہ جذب کرتے ہیں۔بچوں کے دماغی خلیات بڑوں کی نسبت ان شعاعوں کو دگنی مقدار میں جذب کرتے ہیں۔بچوں کی ہڈیوں کا گودا 10 گنا زیادہ جذب کرتا ہے۔

بیلجیم، فرانس، بھارت اور دیگر ممالک میں بچوں کے فون استعمال کرنے کے حوالے سے قوانین پاس ہونے والے ہیں۔اس کے علاوہ انتباہ بھی سامنے آرہے ہیں۔اسمارٹ فون بنانے والے بھی اس بات کی نشان دہی کر رہے ہیں کہ ان موبائل فون کو جسم سے کم سے کم کتنے فاصلے پر رکھنا چاہیے، تاکہ شعاعوں کے اثرات کم سے کم مرتب ہوں، مثلاً لیپ ٹاپ اور کمپیوٹر کا آپ کے جسم سے کم سے کم فاصلہ 20 سینٹی میٹر، یعنی تقریباً 7 یا 8 انچ ہونا چاہیے۔

اکثر ہمارے گمان میں ہوتا ہے کہ جو چیز نظر آرہی ہو یا محسوس کی جارہی ہو، وہ زیادہ خطرناک ہوتی ہے، جیسے تیز دھوپ یا اسکرین۔تحقیق یہ بتاتی ہے کہ غیر محسوس اثرات زیادہ عرصہ رہیں تو اس کے نتائج بھگتنا پڑتے ہیں۔مورگن کا کہنا ہے کہ بچوں کو دیے جانے والے موبائل نقصان دہ ہیں اور ان سے سرطان جیسے امراض کا خطرہ بڑوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔

موبائل کا استعمال عام ہے، لیکن انہیں محفوظ طریقے سے استعمال کیا جانا چاہیے۔اس ضمن میں مورگن اور ان کی ٹیم کے تجویز کردہ کچھ طریقے ذیل میں دیے جارہے ہیں۔

☆ فون کو اپنے کان سے 15 سینٹی میٹر، یعنی تقریباً 6 انچ کی دوری پر رکھیں۔

☆ فون اگر استعمال میں نہ ہو، تب بھی اس سے مضر صحت شعاعیں خارج ہو رہی ہوتی ہیں۔اسے جسم کے ساتھ لگا کر نہ رکھیں، بلکہ بیگ وغیرہ میں رکھیں۔

☆ حاملہ عورتوں کے پیٹ سے موبائل فون قطعی مس (TOUCH) نہیں ہونا چاہیے اور دودھ پلاتے وقت بھی اسے بالکل قریب نہیں رکھنا چاہیے۔

☆ بچوں کو تو ان فونوں کو بہت احتیاط سے استعمال کرنا چاہیے۔بچوں کے کمروں میں رات کے وقت تو اس کے استعمال کی قطعی اجازت نہیں دینی چاہیے۔ایک تحقیقی رپورٹ کے مطابق 10 سے 14 سال کے 75 فی صد بچے رات کو اپنے تکیے کے نیچے موبائل فون رکھ کر سوتے ہیں۔

☆ کرتے میں اگر اوپر والی جیب میں یہ موبائل رکھے جائیں تو قلب متاثر ہوتا ہے اور کمر کے قریب رکھنے سے قریب البلوغ لڑکوں کی مردانہ صلاحیتوں پر شعاعیں برے اثرات مرتب کرسکتی ہیں۔

☆ اسی طرح عورتوں کو بھی احتیاط برتنی چاہیے۔موبائل فون کو جسم سے چپکا کر رکھنے سے انہیں چھاتی کے سرطان کا خدشہ ہوسکتا ہے۔

موبائل فون کا ایک گھنٹے سے زیادہ استعمال آپ کی صحت کو خطرے میں ڈال سکتا ہے۔اول تو بچوں کو موبائل دینا ہی نہیں چاہیے اور اگر آپ اپنے بچوں کے ہاتھ میں موبائل فون دیتے بھی ہیں تو اس کا دورانیہ محدود کر دیں اور اگر وہ لیپ ٹاپ یا کمپیوٹر استعمال کر رہے ہیں تو وائے فائے کے بجائے انہیں لینڈ لائن کی سہولت فراہم کریں تاکہ ان دیکھی شاعیں ان کی صحت کو متاثر نہ کریں۔

لینڈ لائن کی سہولت موجود نہ ہو تو وائے فائے ڈیوائسز کو بچوں کی پہنچ سے دور رکھیں اور وہاں تو بالکل نہ رکھیں، جہاں بچے اپنا زیادہ تر وقت گزارتے ہیں۔

تحقیق کاروں کا کہنا ہے کہ موبائل فون سے دماغی سرطان میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے اور اگرچہ اس کے اعداد و شمار متنازع ہیں، لیکن کچھ نہ کچھ اثرات تو ہوتے ہی ہیں۔

حالیہ برسوں میں ڈنمارک اور امریکا میں دماغی رسولی) برین ٹیومر (کی شرح بڑھ گئی ہے اور آسٹریلیا میں دماغی سرطان کے امراض بڑھ چکے ہیں۔

زمانے کی ترقی نے کمپیوٹر کا سائز چھوٹا کرتے ہوئے اسے موبائل فون میں سمو دیا ہے۔اس پاکٹ سائز کمپیوٹر سے بچے سب کچھ کرتے ہیں۔گیمز کھیلنے سے لے کر انٹرنیٹ بھی ان کی رسائی میں ہے۔

دماغی صحت پر اثرات

دی جرنل آف دی امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن کے مطابق موبائل فون کے استعمال سے بچوں کی دماغی صلاحیتیں متاثر ہو رہی ہیں۔بچے اگر موبائل فون استعمال کرتے ہیں تو اس سے ان کی سیکھنے کی صلاحیت متاثر ہوسکتی ہے۔مزید یہ کہ ان کے رویوں پر خراب اثر پڑ سکتا ہے۔کلاس روم میں بھی ان کا مزاج اور قابلیت متاثر ہوسکتی ہے، اگر وہ وقفے کے دوران فون استعمال کرتے ہیں۔

پڑھائی پر اثرات

بعض والدین بچوں کو موبائل فون اسکول لے جانے کی اجازت دے دیتے ہیں، جس میں وہ گیم کھیلتے ہیں، سوشل میڈیا پر دوستوں کے ساتھ زیادہ وقت گزارتے اور گفت گو کرتے ہیں، یہاں تک کہ پڑھائی کے دوران بھی وہ ایک دوسرے کو پیغام بھیج رہے ہوتے ہیں، جس سے ان کا اہم لیکچر ضائع ہو سکتا ہے اور وہ پڑھائی میں پیچھے رہ سکتے ہیں۔

خراب رویّہ

موبائل فون بچوں کے رویوں کو خراب کرتا ہے۔وہ ایسی تصاویر معلومات یا پیغامات ایک دوسرے کو بھیج سکتے ہیں، ان کے لیے قانونی یا اخلاقی مسائل پیدا کرسکتے ہیں۔ایک دوسرے کی ذاتی تصاویر کو بھی نشانہ بنا سکتے ہیں۔خراب ویب سائٹ تک رسائی حاصل کرسکتے ہیں۔جن سے ان پر برے اثرات مرتب ہوں گے۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

ووٹر لسٹ جانچ مہم شروع

پورے ملک کے ووٹر لسٹ کو نقائص سے پاک کرنے کے لیے ووٹر جانچ مہم یکم ستمبر سے شروع کر دیا گیا جو 15 اکتوبر تک چلے گی۔الیکشن کمیشن کے ذریعے اس مہم کے تحت پورے ملک کے دس لاکھ ووٹنگ مراکز پر یہ کام جاری رہے گا اور تمام ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں صوبائی اور ضلعی سطح پر یہ پروگرام چلایا جائے گا۔چیف الیکشن کمیشن سنیل آروڑہ نے دارالحکومت نئی دہلی میں واقع الیکشن کمیشن ہیڈ کوارٹر میں نیشنل ووٹر سروس پورٹل اور ووٹر ہیلپ لائن ایپ کا افتتاح کر کے اس مہم کا آغاز کیا۔مسٹر اروڑہ نے کہا، 'ووٹر لسٹ وہ بنیاد ہے جس پر کمیشن کا ڈھانچہ کھڑا ہے۔میں تمام شہریوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ مستقبل میں ہونے والے الیکشن کے پیش نظر ووٹر لسٹ میں اپنے نام کی تفتیش کروالیں تاکہ بہتر رائے دہندگی کی خدمات انھیں حاصل ہو سکے'۔

اقتصادی بحران مودی حکومت کی بدانتظامی کا نتیجہ: منموہن سنگھ

سابق وزیر اعظم ڈاکٹر منموہن سنگھ نے ملک کی معیشت میں گراوٹ پر مودی حکومت پر شدید حملہ کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستانی معیشت میں آگے بڑھنے کی صلاحیت ہے، لیکن مودی حکومت کی اقتصادی بدانتظامی کے سبب یہ آج کساد بازاری سے لڑ رہی ہے۔ڈاکٹر سنگھ نے ایک اخباری بیان میں کہا کہ ملک کا اقتصادی بحران بدانتظامی کا شکار ہے۔حکومت کو کسی طرح کی سیاست کئے بغیر ملک کو اقتصادی بحران سے باہر نکالنے کی کوشش کرنی چاہئے، کیونکہ ملک طویل اقتصادی بحران کو برداشت نہیں کرسکتا ہے۔

آسام میں رکن اسمبلی اور سابق رکن اسمبلی کے نام این آرسی سے باہر

آسام میں جاری کی گئی شہریت کے قومی رجسٹر (این آرسی) کی حتمی فہرست سے باہر رکھے گئے 19 لاکھ لوگوں کے ناموں میں ایک رکن اسمبلی اور سابق رکن اسمبلی کے نام بھی شامل ہیں۔جنوبی ابھے پوری اسمبلی حلقہ کے رکن اسمبلی انت کمار مالو کا نام این آرسی کی حتمی فہرست میں شامل نہیں ہے۔وہ ریاست کی دوسری سب سے بڑی اپوزیشن پارٹی آل انڈیا یونائیٹڈ ڈیموکریٹک فرنٹ کے رکن اسمبلی ہیں۔مالو کی ہی پارٹی کے سابق رکن اسمبلی عطاالرحمٰن کا نام بھی انکے خاندان کے کئی افراد کے ساتھ این آرسی فہرست سے غائب ہے۔انکے خاندان کے کچھ افراد کے نام این آرسی کے 31 دسمبر 2017 کو جاری پہلے مسودے میں شامل تھا لیکن 26 جون 2019 کو جاری کی گئی ڈیپورٹیشن فہرست میں شامل کر دیا گیا۔سابق صدر جمہوریہ فخرالدین علی احمد کے افراد خانہ کا نام بھی فہرست سے غائب ہے۔

ستمبر سے کئی نئے ضابطے کا نفاذ

ملک میں ستمبر کی پہلی تاریخ سے کئی بڑی تبدیلیاں کی جارہی ہیں، ریلوے کے نان اے سی ٹکٹ پر ۱۵؍روپے اے سی کلاس پر ۳۰؍روپے سروس چارج دینا ہوگا، ان کے علاوہ ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کرنے پر جرمانہ کی رقم کئی گنا کئے جانے اور بینک اکاؤنٹ سے ایک کروڑ روپے سے زیادہ نکالنے پر ٹیکس ڈکشن ایٹ سروس (ٹی ڈی ایس) جیسے کئی تبدیلیاں ہوجائیں گی، سڑک حادثات میں مسلسل ہو رہے اضافہ کے پیش نظر اصولوں کی خلاف ورزی کرنے پر جرمانہ کی رقم میں کئی گنا اضافہ کیا گیا ہے، اس ضابطہ سے متعلق بل پارلیمنٹ کے پچھلے اجلاس میں ہی منظور ہوا تھا، جرمانہ میں اضافہ یکم ستمبر سے نافذ ہے، نئے اصولوں کے مطابق بغیر لائسنس گاڑی چلانے کی رقم کو ایک ہزار روپے سے بڑھا کر پانچ ہزار روپے کیا گیا ہے۔شراب پیکر گاڑی چلانے پر اب دس ہزار روپے کا جرمانہ ہوگا، پہلے یہ رقم دو ہزار روپے تھی، مقررہ رفتار سے تیز رفتار چلانے کے معاملہ میں جرمانہ کی رقم کو پانچ سو روپے سے بڑھا کر پانچ ہزار روپے کیا گیا ہے، ایمرجنسی خدمات کے کام میں لگی گاڑیوں کو گزرنے کے لئے جگہ نہیں دینے پر دس ہزار روپے جرمانہ ادا کرنا ہوگا۔

ماب لنچنگ پر پھانسی کی سزا

ملک میں پھیلی نفرت کی آگ نے اتنی شدت اختیار کر لی ہے کہ کچھ فرقہ پرست عناصر ہر آئے دن کسی نہ کسی مظلوم کی ماب لنچنگ کر کے اسے موت کی نیند سلا دیتے ہیں۔خصوصاً مسلمانوں کو اس دہشت گردانہ ہجومی تشدد کا شکار بنایا جا تا رہا ہے۔ملک کی عدالت اعظمی نے ایک سال قبل مرکزی حکومت کو ماب لنچنگ کے خلاف قانون بنانے کا حکم دیا تھا۔لیکن بھگوا حکومت کو مسلمانوں کی جانوں سے اپنی سیاسی روٹیاں سیکنی تھی جس کے چلتے انہوں نے اب تک اس پر کوئی قانون نہیں بنایا۔ابھی حال ہی میں راجستھان حکومت نے ماب لنچنگ پر قانون بنایا تھا۔اب چند دن قبل بروز جمعہ بتاریخ 30 اگست 2019ء کو مغربی بنگال کی اسمبلی میں ممتا حکومت نے ماب لنچنگ کی روک تھام کیلئے ایک تاریخ اور قانون ساز بل پیش کی۔جس میں خاطیوں کو سزائے موت کو شامل کیا گیا، اپوزیشن کانگریس اور دیگر محاذ کی حمایت سے یہ بل پاس ہوگیا۔بی جے پی اس موقع پر بھی خاموش رہی، نہ تو انہوں نے اسکی حمایت کی اور نہ ہی تردید کی۔مذکورہ بل کے مطابق، وہ لوگ جو متاثرہ شخص پر حملہ کرنے یا ان کو نقصان پہنچانے میں ملوث ہوں گے، انہیں تین سال سے لیکر عمر قید تک کی جیل کی سزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔اور اگر متاثرہ شخص کی موت ہو جاتی ہے تو، مجرموں کو سخت سے سخت سزائے موت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

آسام میں این آرسی کی حتمی فہرست جاری

سید مجاہد حسین

آسام حکومت نے شہریوں کے قومی رجسٹر (این آرسی) کی حتمی لسٹ جاری کردی ہے، اس لسٹ میں ۱۹/لاکھ لوگوں کے نام بطور شہری درج نہیں کئے جاسکے ہیں، جن لوگوں کے نام رجسٹر میں شامل ہونے سے رہ گئے ہیں ان کے لئے ابھی ایک موقع اور راستہ فاریزس ٹریبونل میں اپیل کرنے کا مل سکتا ہے جہاں وہ اپنے بارے میں تفصیلات اور شہریت کے دستاویز بطور ثبوت دے سکتے ہیں، جس پر غور کیا جاسکتا ہے، واضح رہے کہ فارنرس ٹریبونل نیم منصف عدالتیں ہوتی ہیں جو این آرسی فہرست سے نکالے گئے لوگوں کی اپیل سنتی ہیں، یہ ٹریبونل عرضی داخل کرنے اور سماعت کو بغیر کسی مشکل کے یقینی بنانے کے لئے مناسب جگہوں پر قائم کئے جائیں گے، این آرسی کی آخری فہرست سے نکالے گئے لوگوں کو اس وقت تک حراست میں نہیں لیا جاسکتا جبتک فارنرس ٹریبونل اپنا فیصلہ نہیں سنا دیتے۔ یہ لوگ پہلے فارنرس ٹریبونل جاسکتے ہیں اور اس کے حکم سے مطمئن نہیں ہونے پر ہائی کورٹ میں بھی عرضی داخل کرسکتے ہیں، اس کے لئے حکومت نے چار ماہ کا وقت دیا ہے جس کے اندر اپیل کی جاسکتی ہے۔ دراصل این آرسی کو تیار کرنے کا عمل چار سال پہلے شروع کیا گیا تھا، جس میں کئی بار سپریم کورٹ میں اپیلیں دائر کی گئیں، لہذا سپریم کورٹ نے ۳۱/اگست تک این آرسی کی حتمی لسٹ جاری کرنے کی ہدایت کی تھی، اس سے قبل ۲۰۱۸ء میں این آرسی کا مسودہ تیار کیا گیا تھا اس میں ۴۰ لاکھ سے زائد لوگوں کو باہر کردیا گیا تھا جس پر ملک بھر میں ایک ہنگامہ ہوا اور حکومت کی بڑی کرکری ہوئی۔ لامحالہ یہ معاملہ سپریم کورٹ پہنچا اور وہاں سے حکومت کو نوٹس جاری کرکے این آرسی کی دوبارہ لسٹ جاری کرنے کے لئے حتمی تاریخ مقرر کرنے سمیت باہر کئے گئے ناموں کی دوبارہ تصدیق کے عمل شروع کرنے کی بھی ہدایت جاری کی گئی تھی۔ واضح ہو کہ این آرسی نیشنل رجسٹر آف سٹیزن شہریوں کی کسی بھی ریاست میں قانونی طریقے سے مقیم لوگوں کی دستاویزی تفصیلات کا ایک ریکارڈ رکھتا ہے، پہلی بار این آرسی ۱۹۵۱ء میں تیار کیا گیا تھا، لیکن ۱۹۸۰ کے آس پاس آسام میں غیر قانونی طریقے سے رہ رہے لوگوں کی بڑھتی سرگرمیوں کو دیکھتے ہوئے این آرسی کو درست کرنے کا مطالبہ تیز ہوا۔ لہذا ۲۰۰۵ میں اس وقت کے وزیر اعظم منموہن سنگھ کی سربراہی میں ہوئی ایک جائزہ میٹنگ میں این آرسی کو اپڈیٹ کرنے کا فیصلہ لیا گیا اور ۲۰۱۰ میں اسے اپڈیٹ کرنے کے پائلٹ پروجیکٹ کو تب اچانک روک دینا پڑا جب آسام میں ایک پرتشدد مظاہرہ کے دوران چار لوگوں کی جان چلی گئی اور درجنوں زخمی ہوگئے۔ بہرکیف اب این آرسی کی حتمی فہرست جاری ہوجانے کے بعد لوگوں کو ابھی ایک اپیل کی سہولت دی گئی ہے، لیکن فی الحال ان کی پریشانیاں بڑھ گئی ہیں، وہیں حکومت جو پہلے ہی کشمیر کے معاملے پر ہنگامی حالات کا سامنا کررہی ہے، آسام میں بھی اس کے لئے چیلنجز کھڑے ہونے کا ڈر ستانے لگا ہے، فی الحال حالات کو سنبھالنے کے لئے ریاست میں سخت حفاظتی بندوبست کئے گئے ہیں، اس وقت آسام میں ہائی الرٹ ہے اور زیادہ حساس ۱۲ اضلاع میں دفعہ ۱۴۴ بھی نافذ ہے، یہاں پولس کو پوری طرح سے الرٹ پر رہنے کے لئے کہہ دیا گیا ہے، تاکہ کوئی بھی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آئے، تاہم حکومت کو امن وامان برقرار رہنے کی امید اس لئے بھی ہے کہ ابھی لسٹ میں چھوٹ گئے لوگوں کو اپیل کا موقع ہے، پھر بھی اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ اس معاملے پر سیاست اور مشکل وقت کا دور شروع ہوسکتا ہے، کانگریس کا کہنا ہے کہ وہ اس معاملے پر ایک بڑی اہم میٹنگ کرنے والی ہے۔

قابل ذکر ہے کہ آسام میں غیر ملکی لوگوں کے قیام کا مدعا بی جے پی کے انتخابی ایجنڈے میں پہلے سے شامل تھا، وہ این آرسی معاملے پر کانگریس کو مورد الزام ٹھہراتی آئی ہے اور فہرست تیار کرنے کے عمل آوری میں ٹال مٹول کے لئے اسے برا بھلا کہتی رہی ہے۔ ۲۰۱۵ء میں جب مرکز میں بی جے پی کی مودی سرکار نے اقتدار سنبھالا تو اس معاملے کو زور وشور سے اٹھایا گیا۔ اسی دوران آسام سے کانگریس کی سرکار بھی چلی گئی، جس سے بی جے پی کے لئے یہ کام مزید آسان ہوگیا۔ حکومت کے مطابق این آرسی کے لئے سرکار نے لوگوں سے ۱۹۵۱ سے قبل اور اس کے بعد ۱۹۷۱ کے درمیان آسام میں رہنے کے ریکارڈ اور ثبوت طلب کئے تھے، لہذا جو لوگ دستاویزات جمع کرنے سے رہ گئے ہیں ان کو غیر ملکی قرار دیئے جانے کا خوف ستانے لگا ہے، ایسے میں ضروری ہے کہ وہ سبھی سوجھ بوجھ اور تحمل سے کام لیتے ہوئے قومی رجسٹر میں اپنا نام درج کرائیں تاکہ مشکل وقت کا سامنا کرنے سے محفوظ رہیں۔ بلاشبہ اس وقت انیس لاکھ لوگوں پر سخت آزمائش کی گھڑی آن پڑی ہے، لیکن امید ہے کہ وہ فارنرس ٹریبونل میں اپنا ثبوت ٹھوس طریقے سے رکھ سکیں گے۔

اعلان مفقود الخبری

● معاملہ نمبر ۷/۹/۵۲۹/۴۰ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ توپسیا کولکاتا) عشرت بی بی بنت محمد خالق ساکن ۹۸/۱۰۶/۵۱ بوری تلہ روڈ بستا ڈاکخانہ حاجی نگر، ضلع نارتھ ۲۴/ پرگنہ۔ فریق اول۔ بنام۔ شیخ بادل ولد شیخ لطیف مرحوم مقام ۶۱/ بنک پاڑہ روڈ نزد بڑی مسجد، تھانہ نیہاٹی ڈاکخانہ حاجی نگر، ضلع نارتھ ۲۴/ پرگنہ۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول عشرت بی بی نے آپ فریق دوم کے خلاف نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر شاخ دار القضاء توپسیا کولکاتا میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کردیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۰/صفر المظفر ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۰/اکتوبر ۲۰۱۹ء روز جمعرات کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

بقیات

(بقیہ) **مسلم پرسنل لا کی ہر قیمت پر حفاظت کیجئے** .... ایک طرف جرمن کھڑا تھا اور دوسری طرف انگلینڈ دونوں کا مذہب ایک تھا، دونوں کا طریقہ زندگی ایک، دونوں کا سماجی قانون ایک، دونوں کا عائلی قانون ایک، اس طرح دونوں میں یکسانیت تھی، تہذیب کے لحاظ سے، مذہب کے لحاظ سے، قانون کے لحاظ سے، مگر اس اتحاد کے باوجود دونوں ملک لڑ پڑے اور لڑائی بھی ایسی جس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور لاکھوں جانیں تلف ہوئیں، کرڑوں کی مالیت برباد ہوئی جس کی ضرب سے انسانیت آج بھی کراہ رہی ہے۔ اس لیے یاد رکھئے! قانون کا اتحاد، قانون کی یکجہتی، ملک کے اتحاد کے لئے ضروری نہیں ہے اور ہندوستان جہاں مختلف مذہب کے ماننے والے ہیں، مختلف تہذیبوں کے ماننے والے ہیں، مختلف روایتوں اور مختلف کلچر کے ماننے والے ہیں، اگر ان سبھوں کو یکساں کردیا جائے گا طاقت کے بل پر، اقتدار کے بل پر، قوت کے بل پر تو یقین مانئے یہ ملک چرمرا جائے گا، اس کی عظمت ختم ہوجائے گی اور اس کا اتحاد پارہ پارہ ہوکر رہ جائے گا اور اس کے بڑے خطرناک نتائج سامنے آئیں گے۔

میں یہ اس لئے کہہ رہا ہوں، کیونکہ جب عائلی قانون کو یکسان کردیا جائے گا، اس کے بعد اگلا نمبر آئے گا مذہب کا اور یہ کہا جائے گا کہ عائلی قانون کو یکساں کردیا گیا لیکن ہم آہنگی پیدا نہیں ہورہی ہے، اس لئے اس ملک کا مذہب بھی ایک ہونا چاہئے، بعض لوگ انگلی پکڑ کر کلائی پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سمجھنا چاہئے، ملک کے قانون دانوں کو، کہ لوگ اپنے تخصصات اور اپنے امتیازات کے ساتھ زندگی گذارنا چاہتے ہیں، وہ یہ نہیں چاہتے کہ صرف جیے اور جیتے رہیں، وہ یہ نہیں چاہتے ہیں کہ کسی در سے زندگی کی بھیک مل جائے اور اس ملی ہوئی بھیک کی بنیاد پر زندگی گذاریں، وہ چاہتے ہیں اپنے مذہبی تخصصات کا تحفظ، اپنی تہذیبی امتیازات کی حفاظت۔ لوگ بھول جاتے ہیں باتوں کو، اسی ملک میں جب میزو قبائلیوں کو اس بات کا شبہ ہوا کہ انکی تہذیب، ان کی روایات کو ختم کیا جارہا ہے تو پھر انہوں نے بغاوت کی اور بغاوت ایسی کہ مرکزی حکومت کو ماننا پڑا، اور معاہدہ کرنا پڑا اور معاہدہ بھی ایسا کہ پارلیمنٹ کا کوئی قانون میزو روایت، میزو کلچر اور میزو تہذیب کے اوپر اثر انداز نہیں ہوسکتا اور میزو کچہری کے فیصلے پر سپریم کورٹ بھی قلم نہیں چلا سکتا۔

ظاہر ہے میزو قبائل بڑی تھوڑی تعداد کے اندر اس ملک میں ہیں، لیکن جب حکمراں طبقہ نے محسوس کیا کہ ملک کی تمام تہذیبی اور مذہبی اکائیوں کو مطمئن رکھے بغیر ملک کو متحد نہیں رکھا جاسکتا، تو میزو قبائل سے بات کرنی پڑی اور بات کی گئی اور اتنا مضبوط قانون بنا کہ پارلیمنٹ کا کوئی قانون بھی اس کی تہذیب اور روایت اور کلچر کو ختم نہیں کرسکتا۔ اور یہ بات تو کل کی ہے، کہ تازہ اسٹیٹ جھارکھنڈ بنا، جب آدی باسیوں کو اپنی تہذیب خطرے میں نظر آئی، جب اسے اپنی ثقافت مٹتی نظر آئی، تو تحریک چلی اور ایسی تحریک کہ رانچی ہوائی اڈے پر جہاز اترنا بھی بند ہوگیا، حکومت کو تسلیم کرنا پڑا، جھارکھنڈ الگ کرنا پڑا، اور آدیباسیوں کی تہذیب کے تحفظ کی ضمانت دینی پڑی۔

یہ جو یکساں سول کوڈ کی بات کی جاتی ہے، میں بہت صاف لفظوں میں کہا کرتا ہوں کہ اگر ایمانداری سے جائزہ لیا جائے تو اسے نہ تو ہمارے ہندو بھائی پسند کریں گے اور نہ مسلمان، نہ سکھ بھائی پسند کریں گے اور نہ عیسائی بھائی پسند کریں گے۔ (ماخوذ از تقریر حیدرآباد ۱۸/مئی ۲۰۰۳)

بقیہ آسام کی گلیوں میں خوف کا سناٹا............ انہوں نے اسی سرزمین پر آنکھیں کھولیں اور اسی مٹی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا، اب دستاویزات کی آڑ میں ان سے اپنی مٹی چھوڑنے کو کہا جارہا ہے۔ ان میں لاکھوں وہ لوگ ہیں جو ندی کے کنارے آباد ہیں، جہاں ہر سال جان لیوا سیلابی طوفان آتا ہے، جو جان ومال کے ساتھ سب کچھ بہا لے جاتا ہے اور ہندوستانی وبنگلہ دیشی امتیاز مٹا دیتا ہے، ایسے میں دستاویزات کو بچا کر کیسے رکھا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت ساری ایسی تکنیکی خامیاں ہیں جسے گہرائی میں جا کر سمجھا جاسکتا ہے۔ حکومت کی ضد اور تعصب کے آگے بے بس اور مجبور آسامی مسلمان مرد وعورت شہریت کے کاغذ کا ٹکڑا لیے غم کی تصویر بنے ہوئے ہیں، آگے کیا ہوگا، کچھ پتہ نہیں، ان کے چہروں پر ایک ان کہی کہانی ہے جسے کوئی پڑھنے کو تیار نہیں۔ (مضمون نگار سینئر صحافی اور کالم نگار ہیں)

کرناٹک: آئی اے ایس افسر کا استعفیٰ، کہا: جمہوریت سے سمجھوتہ کیا جارہا ہے

کرناٹک کے آئی اے ایس افسر ایس ششی کانت سینتھل نے جمعہ کو اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا اور ایک خط لکھ کر کہا کہ ’’جمہوریت کے بنیادی ڈھانچے کے ساتھ غیر معمولی طریقے سے سمجھوتہ کیا جارہا ہے۔‘‘ انڈین ایکسپریس کے مطابق جنوبی کنڑ ضلع کے ڈپٹی کمشنر ششی کانت سینتھل نے استعفیٰ کے لئے ذاتی وجوہات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ان کے اس فیصلے کا کسی شخص یا واقعہ سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔ حالانکہ سینتھل نے اپنے خط میں کہا ہے کہ ایسے وقت میں جب غیر معمولی طریقے سے ہماری جمہوریت کی بنیاد کے ساتھ سمجھوتہ کیا جارہا ہے، ایسے میں ان کے لئے ایڈمنسٹریٹو اہلکار کے طور پر حکومت میں بنے رہنا غیر اخلاقی ہوگا۔ انہوں نے کہا: ’’مجھے ایسا لگتا ہے کہ آنے والے دنوں میں ہمارے ملک کے بنیادی ڈھانچے کے سامنے سخت چیلنج آنے والے ہیں اور سبھی کی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے میرا ایڈمنسٹریٹو سروس سے باہر رہنا بہتر ہوگا۔‘‘ بنیادی طور پر تمل ناڈو کے رہنے والے سینتھل ۲۰۰۹ء بیچ کے آئی اے ایس افسر ہیں۔ ۲۰۱۷ء میں انہوں نے جنوبی کنڑ کے ڈپٹی کمشنر کا عہدہ سنبھالا تھا، جس کے بعد ضلع میں کام کے لئے ان کی کافی تعریف بھی ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنے خط میں یہ بھی کہا کہ ڈی کے (جنوبی کنڑ) کے لوگ اور عوام کے نمائندے میرے تئیں بے حد کشادہ دل رہے ہیں اور میں ان سے معافی مانگتا ہوں، کیونکہ مجھے جو کام سونپا گیا تھا، اس کو میں بیچ میں ہی چھوڑ رہا ہوں۔ غور طلب ہے کہ سینتھل سے پہلے اے جی ایم یوٹی کیڈر کے آئی اے ایس افسر کنن گوپی ناتھن نے گزشتہ اگست میں جموں وکشمیر میں لگائی گئی پابندیوں کی وجہ سے سروس سے استعفیٰ دے دیا تھا۔ کیرل سے آنے والے گوپی ناتھن نے کہا کہ آج سے بیس سال بعد اگر لوگ مجھ سے پوچھیں گے کہ جب ملک کے ایک حصے میں مجازی ایمرجنسی لگادی گئی تھی تب آپ کیا کررہے تھے تب کم سے کم میں یہ کہہ سکوں گا کہ میں نے آئی اے ایس سے استعفیٰ دے دیا تھا۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

بابری مسجد مقدمہ کا فیصلہ ۱۶ر نومبر تک آجائے گا

مسلم پرسنل لابورڈ سات فریقوں کی طرف سے مقدمات کی پیروی کررہاہے

بابری مسجد کا معاملہ بلاشبہ ہندوستانی تاریخ میں اپنی نوعیت کا ایک منفرد واقعہ ہے، جس کے مقدمہ کی عمر لانبی ہونے کے ساتھ ساتھ ہندوستان جیسے جمہوری اور سیکولر ملک کا امتحان بھی ہے۔ بابری مسجد 1528ء سے 22 دسمبر 1949ء تک پورے طور پر مسجد رہی اور اس میں پنج وقتہ نماز پابندی سے ہوتی رہی۔ اس قضیہ کی ابتداء فرقہ پرست طاقتوں نے باقاعدہ 22 دسمبر 1949ء کی رات کے اندھیرے میں شری رام اور شری لکشمن جی کی مورتی رکھ کر کی اور پہلی مرتبہ 1949ء میں ملک کو معلوم ہوا کہ رام جی مسجد کے گنبد کے نیچے کی جگہ پر پیدا ہوئے تھے، اس کے بعد عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹائے گئے، لیکن افسوس کہ عدالتوں سے جمہوری تقاضوں کی تکمیل نہ ہوسکی، سنی وقف بورڈ اتر پردیش نے بھی 1961ء میں عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا مگر ہوا کچھ نہیں، جو مسلمان پنج وقتہ نماز ادا کرتا تھا اسکے داخلہ پر پابندی لگادی گئی۔ اب یہ معاملہ سپریم کورٹ میں آخری مرحلہ میں ہے، روزانہ سماعت ہورہی ہے اور ۱۶ر نومبر تک فیصلہ آجائے گا، سپریم کورٹ میں بابری مسجد کے متعلق جو پیروی ہورہی ہے وہ قابل اطمینان ہے اور ججوں کی طرف سے جو مختلف تبصرے سامنے آرہے ہیں وہ بھی مناسب ہیں۔ ان خیالات کا اظہار آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کے جنرل سکریٹری حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ نے اپنے ایک اخباری بیان میں فرمایا، آپ نے یہ بھی فرمایا کہ بابری مسجد کی شہادت کے بعد مسلم پرسنل لابورڈ نے ملکیت وحقیت کے مقدمات کے ساتھ لبراہن کمیشن میں بھی زوردار پیروی کی اور آج بھی حقیت کا مقدمہ جو رائے بریلی کی عدالت میں زیر سماعت ہے۔ مسلم پرسنل لابورڈ ماہر قانون دانوں کی نگرانی میں اسکی پیروی کررہا ہے۔ اس کے علاوہ بورڈ آثار قدیمہ کی طرف سے کھدائی کے دوران بھی شامل وشریک رہا۔ حضرت امیر شریعت مدظلہ نے مزید بتایا کہ الہ آباد ہائی کورٹ کے لکھنو بنچ کے ملکیت مقدمہ کے فیصلہ نے پوری ملت اسلامیہ ہندیہ اور ملک کے سیکولر غیر مسلموں کو جھنجھور کر رکھ دیا، آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ نے بڑی ذمہ داری کے ساتھ اس فیصلہ کی جانچ کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی، اور اس کمیٹی کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ ملک کے ممتاز سنئیر وکلاء کو منتخب کریں اور وکلاء کی پوری ٹیم بنائیں جو اس فیصلہ کا ہر پہلو سے جائزہ لے، الحمدللہ وکلاء کی یہ ٹیم پوری طرح سرگرم ہے، اور اپنا کام کررہی ہے، مسلم پرسنل لابورڈ نے سات فریقوں کی طرف سے سپریم کورٹ میں جواب داخل کیا، ابھی جمعیۃ علماء ہند ایک مقدمہ کی پیروی کررہی ہے اور مسلم پرسنل لابورڈ سپریم کورٹ میں سات مقدموں کی پیروی کررہا ہے، اور مستقل وکلاء کے ساتھ تبادلہ خیال جاری ہے، اور مسلم پرسنل لابورڈ ان سات مقدمات کی پیروی کے اخراجات برداشت کررہا ہے۔ آپ نے اس سلسلہ میں تمام مسلمانوں سے دردمندانہ اپیل کی ہے کہ جوں جوں وقت قریب آئے گا افواہوں کا بازار گرم رہے گا، وہ ان افواہوں پر قطعا دھیان نہ دیں، مسلم پرسنل لابورڈ اپنے موقف پر پوری قوت کے ساتھ قائم ہے اور قانونی چارہ جوئی کے لئے ہر ممکن کوشش کررہا ہے، تمام لوگ اس کے حق میں دعاؤں کا اہتمام فرمائیں اور ملک میں اس وقت جس طرح کی سازشیں رچی جارہی ہیں ان سے ہوشیار اور چوکنا رہیں۔

داروغہ کے عہدوں پر تقرری کے لئے حج بھون میں آن لائن فارم بھرنے کی سہولت

بہار ریاستی حج کمیٹی کے چیف ایکزیکیوٹو آفیسر محمد راشد حسین نے اپنے خصوصی پریس اعلانیہ کے ذریعہ اطلاع دی ہے کہ بہار پولیس میں پولیس سب انسپکٹر (Police Sub Inspector) یعنی داروغہ کے 2064 سرجنٹ (Sergent) کے 2015 اور اسسٹنٹ سپرینٹنڈنٹ جیل کے ایک سو چھبیس عہدوں پر تقرری کے لئے بہار پولیس سبوڈینٹ سروسیز کمیشن کی جانب سے تفصیلی اعلانیہ جاری کردیا گیا ہے، اور آن لائن فارم بھرنے کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے، محکمہ اقلیتی فلاح حکومت بہار کی سرپرستی میں حج بھون پٹنہ کے شعبہ کوچنگ وگائڈنس کے ذریعہ اقلیتی طبقہ کے امیدواروں کے لئے مفت آن لائن فارم بھرنے کا نظم کیا گیا ہے، جہاں ہائی اسپیڈ انٹرنیٹ سہولت اور کمپیوٹر آپریٹروں کی مدد سے آسانی سے آن لائن فارم پر کیا جائے گا، حج بھون میں آن لائن فارم بھرنے کا سلسلہ فارم جمع کرنے کی آخری تاریخ 25-09-2019 تک دفتر کے اوقات میں جاری رہے گا، واضح رہے کہ آن لائن فارم بھرنے میں آنے والی دقتوں اور بھارم بھرنے کے دوران غلطیوں سے بچنے کے لئے حج بھون پٹنہ میں یہ سہولت فراہم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے، تاکہ اقلیتی طبقہ کے افراد آسانی سے مذکورہ فارم بروقت بھر سکیں، اس کے علاوہ فارم بھرنے سے متعلق دیگر تفصیلات کے لئے بھی حج بھون کے شعبہ کوچنگ اور گائڈنس سے دفتر کے اوقات میں رجوع کیا جاسکتا ہے۔

ضلع نوادہ اور رانچی گملا میں دورہ وفد امارت شرعیہ کی تیاری کا کام جاری

شعبۂ دعوت وتبلیغ امارت شرعیہ کے تحت دعوتی اعتبار سے پورے سال حضرات مبلغین اور علماء کرام کے انفرادی اور وفود کی شکلوں میں دورہ کا سلسلہ جاری رہتا ہے، جس کا بنیادی مقصد عوام وخواص میں دینی بیداری پیدا کرنا، انصاف اور تعلیم کی اہمیت سے روشناس کرانا اور بحیثیت خیر امت مسلمانوں کو ان کی ذمہ داریوں سے واقف کرانا ہوتا ہے، چنانچہ ماہ ستمبر میں مبلغین حضرات کے انفرادی دورے مختلف اضلاع میں ہورہے ہیں اور وفود کی شکل میں بھی ضلع نوادہ (بہار) اور رانچی، گملا اور لوہردگا (جھارکھنڈ) کا دعوتی دورہ ہونا ہے، نوادہ ضلع میں دورہ کی ترتیب و تیاری کا کام مولانا اختر حسین شمسی ومولانا سعود اللہ رحمانی انجام دے رہے ہیں، جبکہ رانچی گملا مولانا مزمل حسین قاسمی وحافظ شہاب الدین تیاری میں مصروف ہیں۔ ان اضلاع کے نقباء ونائبین، علماء وائمہ اور دینی درد رکھنے والے بھائیوں سے گذارش ہے کہ اپنے علاقہ میں وفد کے پروگرام کو کامیاب بنانے میں بھرپور حصہ لیں۔

مسلم پرسنل لابورڈ کی خواتین ونگ کا ایک روزہ ورکشاپ اختتام پذیر

یکم ستمبر بروز اتوار جامعہ نگر اوکھلا نئی دہلی میں مسلم پرسنل لابورڈ کی خواتین ونگ کا ایک روزہ ورکشاپ کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ ورکشاپ کی صدارت محترمہ ڈاکٹر اسماء زہرہ نے کی۔ ورکشاپ کی کنوینز محترمہ ممدوحہ ماجد رکن عاملہ مسلم پرسنل لابورڈ نے خواتین کا استقبال کیا اور ورکشاپ کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ وقت میں اصلاح معاشرہ خاص طور پر خواتین کے اندر دینی بیداری کی تحریک کو فروغ دینے کی سخت ضرورت ہے، یہ ورکشاپ آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کے فکر مند ذمہ داروں کی ہدایت کے مطابق منعقد کیا گیا ہے، جس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ خواتین اپنے مذہبی قوانین کی عظمت، اسلام میں دئے گئے حقوق اور اپنی معاشرتی زندگی کو دینی خطوط پر گذارنے کے طریقہ کو بہتر طور پر سمجھ سکیں اور اسلام کے خلاف کئے جانے والے پروپیگنڈہ کے اس دور میں اپنے دین وایمان کی صحیح طور پر حفاظت کرسکیں۔ محترمہ یاسمین فاروقی رکن مسلم پرسنل لابورڈ جے پور نے کہا کہ تین طلاق ایکٹ راست طور پر شریعت میں مداخلت ہے اور عورتوں کے ساتھ سراسر ناانصافی ہے۔ خواتین کو اکسایا جارہا ہے اور شوہروں کو جیلوں میں ٹھوسنے اور گھر برباد کرنے کا یہ ذریعہ بن رہا ہے۔ اس ایکٹ سے سب سے زیادہ پریشانی خواتین کو ہوگی۔ طلاق آسانی سے نہیں ملے گی اور خواتین پر ظلم وزیادتی کے واقعات میں اضافہ ہوگا۔ یہ یونیفارم سول کوڈ نہیں لاسکے لیکن ہماری شریعت میں مداخلت کرتے جارہے ہیں اس وقت ہم موب لنچنگ اور NRC سے پریشان اور خوفزدہ ہیں۔ ہم کو اپنے تحفظ اور بقاء کی فکر کرنا ہوگا اور اس معاملہ میں مردوں کے ساتھ خواتین کو بھی تیار ہونا ضروری ہے۔ مسلمانوں میں ہمت، حوصلہ، اسلامی بیداری، سیاسی اور قانونی شعور بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ ورکشاپ میں آل انڈیا مسلم ویمن ہیلپ لائن ٹول فری نمبر 18001028426 کاؤنسلنگ سینٹرس، سوشل میڈیا ڈیسک اور دارالقضاء کے کام پر بھی روشنی ڈالی گئی۔ ورکشاپ میں مسلم پرسنل لابورڈ کی اہم خواتین ممبران نے شرکت کی۔

ممبئی میں ہبہ اور وصیت کے مسائل پر تفہیم شریعت کا پروگرام

گزشتہ سنیچر کو کیڈی مسجد ناگپاڑہ ممبئی میں آیئے مسلم پرسنل لا سیکھیں (تفہیم شریعت) کے عنوان سے ہبہ اور وصیت کے احکام ومسائل پر علما کرام نے ایک تفصیلی محاضرہ پیش کیا، جس میں مولانا مفتی صفوان قاسمی نے بتایا کہ ہبہ اور ہدیہ دینے اور لینے کی شریعت میں ترغیب دی گئی ہے، اس سے باہمی الفت ومحبت اور بھائی چارہ کو فروغ ملتا ہے، نفرتیں دور ہوتی ہیں اور کینہ وبغض ختم ہوتا ہے۔ مفتی صاحب نے کہا کہ ہدیہ چاہے کم ہی کیوں نہ ہو اس کی قدر کی جانی چاہئے۔ انہوں نے ہبہ کے شرائط بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس کے مکمل ہونے کے لیے قبضہ بھی ضروری ہے، صرف کسی کے نام پر کردینے یا کسی کے نام پر خرید لینے سے ہبہ تام نہیں ہوتا ہے۔ شادی کے موقعہ پر دلہن کو دئے گئے زیورات کی ملکیت کے تعلق سے انھوں نے وضاحت کی کہ اگر دینے والے نے صراحت نہیں کی ہے کہ کس نیت سے دے رہا ہے تو وہ عرف اور دینے والے کی نیت پر منحصر ہوگا، تاہم زیورات دیتے وقت اس بات کی صراحت ہوجانا بہتر ہے کہ وہ پہننے کے لیے دئے جارہے ہیں یا مہر یا ہدیہ کے طور پر، مفتی صاحب نے کہا کہ ہدیہ دینے کے بعد واپس لینے کی حدیث میں سخت وعید آئی ہے، وصیت کے احکام ومسائل پر بات کرتے ہوئے مفتی صاحب نے کہا کہ آدمی صرف ایک تہائی مال میں ایسے آدمی کے لیے وصیت کرسکتا ہے جو اس کا وارث نہ ہو، انھوں نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ آج کل لوگ اپنی اولاد کے لیے وصیت کرتے ہیں جو درست نہیں، البتہ اگر کسی نے کردیا تو اس کی وفات کے بعد بالغ وارثین راضی ہوں گے تب ہی اس وصیت کا اعتبار کیا جائے گا ورنہ نہیں۔ اسی طرح انھوں کہا کہ وصیت عقد لازم نہیں ہے بلکہ وصیت کرنے والا اپنی وفات سے پہلے وصیت میں تبدیلی بلکہ اس کو ختم بھی کرسکتا ہے۔ پروگرام کی صدارت کررہے مولانا رشید احمد ندوی صاحب نے خطبہ صدارت میں کہا کہ مسلم پرسنل لا سے متعلق مسلمانوں میں واقفیت کی بڑی کمی ہے اور عدم معلومات کی وجہ سے ان میں کافی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں، ان کو دور کرنے کی ضرورت ہے، اور اس پروگرام کا یہی مقصد ہے، اور آج کل مسلم پرسنل لا پر لیکچر دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ انھوں نے سامعین کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگوں کا یہاں پر دین سیکھنے کی خاطر بیٹھنا اور دین کی باتوں کو سننا یقیناً قابل ستائش ہے، امید کی جاتی ہے کہ اس سے ہمیں اور آپ کو دونوں جہاں میں کامیابی ملے گی۔ مفتی محمد فیاض عالم قاسمی قاضی شریعت دارالقضاء آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ ناگپاڑہ نے کہا کہ آج کل لوگ وکیلوں سے غلط سلط ہبہ نامہ ووصیت نامہ بنالیتے ہیں جن کی ازروئے شرع کوئی حیثیت نہیں ہے، اس لیے لوگوں کو چاہئے کہ اس طرح کے عائلی مسائل کے شرعی حل کے لئے دارالقضاء سے رجوع کریں۔

تلاش گمشدہ

امارت شرعیہ کے قدیم خادم محمد عبدالمنان کا لڑکا محمد راشد عالم جس کی عمر ۳۵ر سال ہے وہ اپنے گھر مقام باڑھ سمیلا، تھانہ کیوٹی رنوے، ضلع دربھنگہ سے ۹ر مئی ۲۰۱۹ء کو ملازمت کی تلاش میں گھر سے نکلا، مگر اس کے بعد سے اب تک اس کی کوئی خبر نہیں ہے، ۴ر مہینے سے نہ تو گھر لوٹا نہ فون سے اپنی خیریت بتائی ہے، کچھ دنوں سے اس کا دماغی توازن بھی کمزور تھا، جس کا علاج چل رہا تھا۔

گھر سے نکلتے وقت وہ شرٹ پینٹ اور جوتا پہنے ہوا تھا، رنگ سانولا اور قد تقریبا پانچ فٹ دس انچ ہے۔ وہ شادی شدہ ہے اور اس کے دو بچے بھی ہیں۔ اس کے گھر والے بڑی بے صبری کے ساتھ اس کا انتظار کررہے ہیں۔ اگر کسی صاحب کو اس کا کوئی پتہ چلے تو براہ کرم موبائیل نمبر 9835710234 پر مطلع کرنے کی زحمت کریں بڑی مہربانی ہوگی۔

Volume:57/67,Issue:34 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

دربار میں جب عہدوں کے لیے پیروں پہ انا گر جاتی ہے
قوموں کے سر جھک جاتے ہیں چکرا کے حیا گر جاتی ہے
(منوررانا)

مجرموں کی عزت افزائی کرنے کا ایک خطرناک رجحان

سہیل انجم

واقعی ہندوستان بدل گیا ہے، اب مجرم عدالتوں سے چھوٹ جاتے ہیں اور مظلوموں کے خلاف کیس درج کرلیا جاتا ہے، اب مظلوموں کی تضحیک وتذلیل اور مجرموں کی عزت افزائی کو باعث فخر سمجھا جاتا ہے، ملک میں گذشتہ چند برسوں کے دوران کئی نئے قسم کے رجحانات پیدا ہوئے ہیں اور کئی نئ قسم کی تہذیبوں نے جنم لیا ہے، انہیں میں مجرموں کا استقبال بھی شامل ہے، اگر آپ کسی ایسی جماعت سے وابستہ ہیں جو حکومت کے قریب ہو تو آپ کچھ بھی کریں، کوئی آپ کا بال بیکا نہیں کرسکتا، اگر آپ کے سر پر سنگھ پریوار یا اس سے نظریاتی تعلق رکھنے والی کسی جماعت یا تنظیم کا دست شفقت ہے تو کسی بھی مائی کے لعل میں اتنی جرات نہیں کہ وہ اپنا ہاتھ آپ کے گریبان تک لے جاسکے۔ پہلے بھی اس کی متعدد مثالیں دیکھنے کو ملی ہیں اور اب بھی دکھائی دے رہی ہیں، بلند شہر کے انسپکٹر سبودھ کمار سنگھ کے قتل کے ملزموں کو جب عدالت سے ضمانت ملی تو ان کا خوب استقبال کیا گیا، جس کی تصویریں سوشل میڈیا میں خوب نظر آئیں، ۲۵ راگست کو جن سات لوگوں کو رہا کیا گیا ان کا تعلق دائیں بازو کی ایک ایسی تنظیم سے ہے جس نے پولیس افسر پر حملہ اور پولیس پکیٹ کو نذر آتش کیا تھا، یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ کس طرح بجرنگ دل وشو ہندو پریشد اور دیگر تنظیموں کے کارکن ایک گائے کا کنکال لے آئے تھے اور ان مسلمانوں پر اس کو ذبح کرنے کا الزام لگایا تھا، جو وہاں سے چالیس کیلومیٹر دور ایک اجتماع میں شرکت کررہے تھے، اس طوفان بدتمیزی کے دوران انہوں نے انسپکٹر سبودھ کمار سنگھ پر حملہ کیا جو کہ مشتعل بھیڑ کو کنٹرول کرنے کی کوشش کررہے تھے، اس کیس میں جن لوگوں کو گرفتار کیا گیا تھا ان میں ایک فوجی جوان جیتو فوجی اور بی جے پی یوتھ ونگ کے کارکن اور بجرنگ دل کا کنوینر بھی شامل تھا، ضمانت ملنے کے بعد جب یہ ساتوں ملزم بلند شہر جیل کے پھاٹک سے باہر آئے تو ہیرو کی مانند ان کا استقبال کیا گیا۔ ان کے حامیوں نے انہیں ہار پہنایا اور بھارت ماتا کی جے، جے شری رام اور وندے ماترم کے نعرے لگائے۔ میڈیا میں جن لوگوں نے اس موقع کی تصویریں دیکھی ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ ملزموں اور ان کے دوست احباب میں کس قدر مسرت وشادمانی تھی اور وہ کیسے جوش وخروش کے ساتھ ایک دوسرے سے گلے مل رہے تھے، ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ انہوں نے کسی جرم میں جیل نہیں کاٹی ہے بلکہ سرحد پر لڑتے ہوئے پاکستان کو شکست فاش دی ہے، یہ پہلا موقع نہیں ہے جب موب لنچنگ یا ہجومی تشدد میں ملوث ملزموں کی عزت افزائی ہوئی ہے، ہندوستان کے عوام نے اس سے قبل بھی اس قسم کے واقعات دیکھے ہیں، ایک ویب سائٹ ٹو سرکلس ڈاٹ نیٹ نے اس سلسلے میں ایک تفصیلی رپورٹ شائع کی ہے۔

جنوری ۲۰۱۸ء جب کٹھوعہ کی ایک آٹھ سال بچی کی ایک مندر میں اجتماعی عصمت دری کی گئی اور اس کا قتل کیا گیا تو وکلا کے ایک گروپ نے ملزموں کے حق مین ایک ریلی نکالی، جس میں اس وقت بی جے پی ڈی پی ڈی پی کی مخلوط حکومت میں شامل دو وزراء چودھری لال سنگھ اور چندر پرکاش گنگا بھی شامل ہوئے تھے، وکلاء نے ان لوگوں کے خلاف کافی ہنگامہ کیا جو مقتول بچی کے حق کی لڑائی لڑ رہے تھے، بچی کے وکیل کو بھی خود ڈرایا دھمکایا گیا، مظاہرین نے اس موقع پر ترنگا پرچم بھی لہرایا، اس طرح انہوں نے اجتماعی عصمت دری کے ملزموں کی حمایت میں ترنگے کو بھی ملوث کردیا، یہاں تک ہنگامہ ہوا کہ عدالت عظمی کو یہ کیس کٹھوعہ سے پٹھان کوٹ منتقل کرنا پڑا، اسی سال جون میں ایک مرکزی وزیر جینت سنہا رام گڑھ جھارکھنڈ میں ہجومی تشدد میں ہلاک کردئے گئے علیم الدین کے کیس میں گرفتار آٹھ ملزموں کو، جب وہ ضمانت پر باہر آئے، ہار پہنا کر ان کا استقبال کیا تھا، ان کے اس قدم پر زبردست ہنگامہ ہوا تھا، لیکن حکومت یا بی جے پی نے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی، اس سے قبل ۲۰۱۵ء میں بساہڑہ گاؤں کے محمد اخلاق کو پیٹ پیٹ کر ہلاک کردینے والوں کی بھی عزت افزائی کی گئی، اس کیس کے ایک ملزم کو ۲۰۱۷ء میں نیشنل تھرمل پاور کارپوریشن (این ٹی پی سی) میں ملازمت دی گئی۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اس کیس کے ایک ملزم کو جیل میں موت کے بعد جب اس کی لاش اس کے گاؤں لائی گئی تو اس کو ترنگے میں لپیٹا گیا، اس موقع پر بی جے پی کے کئی رہنما بھی موجود تھے۔ اسی طرح ۲۰۱۴ء میں پونے کے محسن شیخ کے قتل کے کلیدی ملزم دھننجے دیسائی کو بامبے ہائی کورٹ نے جنوری ۲۰۱۹ء میں ضمانت دے دی، وہ جیسے ہی جیل سے باہر آیا اس کے حامیوں اور ہندو راشٹر سینا کے کارکنوں نے جو کہ اس کا استقبال کرنے جیل کے باہر اکٹھا ہوئے تھے، اس کو کندھے پر اٹھایا اور ایک جلوس کی شکل میں اس کے گھر تک پہونچایا، انہوں نے اس موقع پر جے شری رام اور دوسرے نعرے بھی لگائے۔ مالیگاؤں بم دھماکہ کی ملزمہ پرگیا سنگھ ٹھاکر کو بی جے پی نے بھوپال سے ٹکٹ دیا اور وہ جیت بھی گئیں، آج وہ ایک ایم پی ہیں، اور آج بھی متنازعہ بیانات دے رہی ہیں، لیکن ان کے خلاف نہ پہلے کوئی کارروائی ہوئی تھی اور نہ اب ہورہی ہے۔

اس طرح ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ہندوستان میں ملزموں کی عزت افزائی کا ایک نیا کلچر شروع ہوا ہے۔ موب لنچنگ میں ملوث افراد کے لئے ہندوؤں کے ایک طبقے میں بڑا پریم بھاؤ جاگ اٹھتا ہے اور اس کی جانب سے چندے کی مہم بھی شروع ہوجاتی ہے اور ایسے لوگوں کی ہر ممکن مدد کی جاتی ہے، افرازل کو کلہاڑی سے کاٹ کاٹ کر ہلاک کردینے والے درندے شمبھو ریگر کے حق میں کس طرح فضا بنائی گئی اور اس کا کیس لڑنے کے لئے کس طرح چندہ اکٹھا کیا گیا اس کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے، دنیا پوری طرح واقف ہے، سوشل میڈیا پر ایسے ویڈیوز گردش کرتے رہتے ہیں جن میں ہندو کارکنوں کی جانب سے ایسے عناصر کے حق میں مہم چلائی جاتی ہے، اور مسلمانوں اور دلتوں کے خلاف نفرت انگیزی کے ساتھ ساتھ چندہ اکٹھا کرنے کی مہم بھی پوری قوت سے چلائی جاتی ہے، اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان میں ایک نیا کلچر پروان چڑھا ہے اور مجرموں کی عزت افزائی باعث فخر سمجھا جانے لگا ہے۔

حالانکہ ملک کی پوری آبادی ایسی نہیں ہے، شہریوں کا ایک بہت بڑا طبقہ ان رجحانات کے خلاف ہے، جب سبودھ کمار سنگھ کے ملزموں کی رہائی عمل میں آئی تو ایک نیوز چینل پر ان کی بیوہ نے انتہائی رنج وغم کے ساتھ کہا کہ جن لوگوں کو پتھروں سے مارنا چاہئے ان کو پھول مالاؤں سے لادا جارہا ہے اور جن کو پھول مالاؤں سے لادا جانا چاہئے ان پر پتھراؤ کئے جاتے ہیں، ان کی اس بات پر اتر پردیش کے سابق ڈی جی پی وکرم سنگھ کی آنکھیں نہ صرف بھر آئیں بلکہ ان کے رخسار آنسوؤں سے تر بھی ہوگئے، انہوں نے اس رجحانات کی کھل کر مخالفت اور مذمت کی اور کہا کہ وہ انسپکٹر سبودھ کمار سنگھ کو انصاف دلانے کے لئے جی جان لڑادیں گے۔ لیکن بہرحال اس وقت جو رجحان پنپ رہا ہے وہ بہت خطرناک ہے، ممبئی کے ایک سماجی کارکن اور چھترپتی شیواجی مسلم برگیڈ مہاراشٹر کے صدر عاکف دفعدار کا کہنا ہے کہ یہ رجحان انتہائی پریشان کن ہے، ہم نے کٹھوعہ اور پہلو کیس میں دیکھا کہ کیسے مزم چھوٹ گئے، اب بلند شہر میں بھی یہی ہوا ہے۔ سوشلسٹ پارٹی حیدرآباد کی رکن ڈاکٹر لبنی ثروت نے بلند شہر کیس میں پولیس جانچ کی خامیوں کی جانب اشارہ کیا اور کہا کہ کیس ہی ایسا بنایا گیا تھا کہ ملزم چھوٹ جائیں، انہوں نے یوپی کے نائب وزیر اعلی کے پی موریہ کے اس بیان کی مذمت کی کہ ملزموں کی عزت افزائی ان کے حامیوں نے کی ہے اور بی جے پی یا حکومت کا اس سے کچھ لینا دینا نہیں ہے۔ انہوں نے سبودھ کمار سنگھ کے اہل خانہ کی مدد نہ کرنے پر بی جے پی کو آڑے ہاتھوں لیا ہے، متعدد لوگوں کا کہنا ہے کہ جن واقعات میں دائیں بازو کی تنظیموں سے وابستہ افراد ملوث ہوتے ہیں ان کے خلاف بہت ڈھیلا ڈھالا کیس بنایا جاتا ہے اور پولیس جان بوجھ کر ایسے جھول چھوڑ دیتی ہے جس سے ملزم بری ہوجائیں، پہلو خان کے کیس میں بھی یہی کیا گیا۔ سمجھوتہ ایکسپریس کیس میں یہی معاملہ کیا گیا، مکہ مسجد کیس میں یہی کیا گیا۔ اجمیر کیس میں یہی کیا گیا۔ کس کس کیس کا حوالہ دیا جائے، دوسری طرف یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جن واقعات میں مسلمان ملوث ہوتے ہیں یا ان کا نام آتا ہے ان میں اس انداز کا کیس بنایا جاتا ہے کہ فرضی طریقے سے پکڑے جانے والے مسلمان بھی سزا یافتہ ہوجاتے ہیں، اگر سزا نہیں بھی ہوتی ہے تو وہ دس دس اور بیس بیس سال کے بعد جیل سے رہا ہوتے ہیں، ان کی پوری زندگی برباد ہوجاتی ہے، لیکن ان کے حق میں نہ تو چندہ اکٹھا کیا جاتا ہے اور نہ ہی ان کا ہیروز کی مانند استقبال کیا جاتا ہے۔ (بشکریہ انقلاب یکم ستمبر ۲۰۱۹ء)

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)